بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دُنیا کے مذاہب پر ناظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یہ رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

ہر ماہ انگریزی کی پانچ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ۴؎
اندرون ہندوستان عیر روپے

چندہ سالانہ ۵؎
بیرون ہندوستان ۵ شلنگ

ایڈیٹر۔ نذیر احمد افریقی

نمبر ۱۱	سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۵۔ نومبر سنہ ۱۹۳۵ء	جلد ۳۴

"تحریکِ قادیان" کا جواب

محررہ

مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار "الفضل"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقایاداران کی خدمت میں گذارش

ذیل میں اُن خریداروں کے اسمار گرامی شائع کیئے جاتے ہیں۔ جو کئی بار ریویو کا وی پی واپس کر چکے ہیں۔ اور اسوجہ سے ہم نے مجبوراً انکے نام سے ریویو بند کردیا ہوُا ہے۔ لیکن چونکہ انکے ذمہ بقایا ہے۔ اور ریویو کی مالی حالت کمزور ہے۔ اسلئے ہم یہ رسالہ انکی خدمت میں اِس غرض سے ارسال کر رہے ہیں کہ وہ ریویو کی خریداری کو قبول فرمائیں۔ اور اگر کسی وجہ سے اپنے نام رسالہ جاری نہیں رکھنا چاہتے تو براہ مہربانی ریویو کا جو قرضہ انکے ذمہ نکلتا ہے بہت جلد ادا کرکے ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر امداد نہیں فرما سکتے تو کم از کم ریویو کا حق تو ادا فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ابتدائی ایام میں ریویو کیلئے جماعت سے دس ہزار خریدار مانگتے تھے۔ لیکن اگر بعض دوست بجائے خود خریدار بننے اور دوسروں کو خریدار بنانے کے ریویو کا روپیہ بھی ادا نہ فرمائیں تو نہایت ہی افسوس کی بات ہوگی ؎

نمبر خریداری	نام	مقام	رقم
۲۷۶	چوہدری نواب الدین صاحب	داؤد والا	ے ۱۰/
۲۸۴	منشی محمد علی صاحب	ٹونڈی موسی خاں	ے ۱۰/
۴۵۷	ماسٹر اللہ دتا صاحب	قادیان	ے ۸/
۹۳۶	عبدالغنی صاحب گلاس ورکس	قادیان	ے ۱۰/
۹۴۲	محمد اسلم صاحب	لاہور	ے ۱۰/
۹۷۵	سید مہدی حسین صاحب بریلوی	دہلی	ے ۲/
۱۵۳۷	ملک شیر بہادر خانصاحب	مٹھہ ٹوانہ	ے ۱۰/
۱۶۳۰	میاں علی محمد صاحب نمبردار	چک ۲۴۲ چنیوٹ	عہ ۱۰/
۱۶۴۷	محمد رشید خانصاحب	جہلار سٹیشن	عہ ۱۱/
۱۶۹۶	فضل الٰہی صاحب	دیپالپور	صہ ۴/

نمبر خریداری	نام	مقام	رقم
۱۷۴۲	محمد اسمٰعیل صاحب پلیڈر	مانسہ	صہ ۱۴/
۱۸۶۳	ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب	چھاؤنی نوشہرہ	عہ ۶/
۱۸۶۵	چوہدری محمد عبداللہ صاحب	نور محل	عہ ۹/
۱۹۲۲	غلام رسول صاحب	بھاگووال	عہ ۱۴/
۱۹۴۴	ماسٹر فتح الدین صاحب	خانیوال	لعہ ۵/
۱۹۸۲	محمد اسمٰعیل صاحب مدرس	ڈھونی	عہ ۱۵/
۱۹۸۷	محمد حبیب الرحمٰن صاحب	ککرہ	عہ ۸/
۲۰۲۵	محمد عبدالقادر صاحب	دیورگ	لعہ ۴/
۲۰۵۷	عبداللہ صاحب سلورہ	دھرم سال	ے ۱۰/
۲۰۶۹	ماسٹر عبدالمنان صاحب	کٹک	ے ۷/

(مینیجر ریویو)

شکریہ اعانت

سیدہ اُم ناصر صاحبہ اہلیہ سید ظہور احمد شاہ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن پاکپتن کی طرف سے نو روپے کی ایک رقم اس غرض سے وصول ہوئی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا شوق رکھنے والے یا غیر ذی استطاعت ۳ اشخاص کے نام ریویو اردو جاری کر دیا جائے۔ ہم تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ کیلئے راضی ہو جائے ؎

(مینیجر ریویو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

"تحریکِ قادیان" کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "کارہائے نمایاں"

مولٰنا سید حبیب مدیر سیاست نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں ایک سوال یہ اُٹھایا ہے کہ "اگر بفرض محال یہ تسلیم کرلیا جائے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی تھے تو "پھر" انہوں نے اسلام کیلئے کیا کیا"۔ اس کے جواب میں انہوں نے خود ہی دو نظریئے تجویز کیئے۔ اور تجویز کر کے ان کی تردید بھی کر دی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں "اگر یہ کہا جائے کہ وہ ایک ایسی جماعت پیدا کر گئے ہیں۔ جو منظم ہے۔ نماز گذار ہے زکوٰۃ باقاعدہ دیتی ہے۔ اور صالح ہے تو میں عرض کرونگا۔ کہ یہ کام اتنا بڑا نہیں۔ جس کے لئے نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہو"۔

"اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب نے حیاتِ مسیح کے مسئلہ کو واضح کر دیا تو میں عرض کرونگا کہ یہ مسئلہ مرزا صاحب سے پہلے بھی زیر بحث تھا" علاوہ ازیں

"یہ مسئلہ اتنی بڑی اہمیت نہیں رکھتا کہ اس کے لئے نبی مبعوث ہوتا" (تحریک قادیان صفحہ ۱۶۵)

گویا ان کے نزدیک یہی دو کام ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیئے جا سکتے ہیں "اس کے علاوہ مرزا صاحب نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ان کی بعثت کا مقصد قرار دیا جائے" (صفحہ ۱۶۶)

نبی کا کیا کام ہوتا ہے

سید حبیب اگر یہ سطور لکھتے وقت اس امر پر بھی روشنی ڈال دیتے۔ کہ وہ کونسے کام ہوا کرتے ہیں۔ جنہیں کسی نبی کی "بعثت کا مقصد" قرار دیا جاتا ہے۔ تو غالباً جواب میں آسانی ہو جاتی۔ اور ہم بڑی سہولت سے انہیں بتا سکتے۔ کہ وہی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سرانجام دیئے۔ مگر چونکہ وہ اس پہلو میں بالکل خاموش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں خود بھی معلوم نہیں۔ کہ نبی کی بعثت کا مقصد کیا ہوتا ہے اور وہ کونسے کام ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ سرانجام دیتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف وفات مسیحؑ کا مسئلہ واضح کرنے کے لئے نہیں آئے

اصل مضمون بیان کرنے سے پیشتر مولٰنا سید حبیب کی اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف وفات مسیحؑ کے مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ غالباً اسی بنا پر انہوں نے لکھا ہے۔ "مرزا صاحب کا صرف اس مسئلہ کو واضح کرنے کیلئے مبعوث ہونا خارج از بحث ہے" (تحریک قادیان صفحہ ۱۱) حالانکہ ہماری طرف سے یہ کبھی نہیں کہا گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ صرف اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ایسا کہا۔ بلکہ آپؑ صاف فرماتے ہیں:-

"یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیحؑ کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔" (تقریر احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء)

پس جبکہ نہ ہم میں سے کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ صرف حیات مسیحؑ کے عقیدہ کی غلطی دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ایسا دعویٰ کیا۔ تو سید صاحب کا خود ہی ایک بے بنیاد خیال آرائی پر سوالات کی عمارت کھڑی کر دینا اور کہہ دینا کہ "مرزا صاحب کا صرف اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے مبعوث ہونا خارج از بحث ہے۔" کہاں کی دُوراندیشی اور عقلمندی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں مبعوث ہو کر کونسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کا جواب بہت تفصیل چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ جواب میں اختصار درکار ہے۔ اس لئے مَیں اصولی رنگ میں چند امور بیان کئے دیتا ہوں۔

انبیائے سابقین نے کیا کیا

پہلا امر تو یہ ہے۔ کہ معترضین ہمیں بتائیں۔ انبیاء سابقین مثلاً حضرت مسیحؑ۔ حضرت زکریا۔ حضرت اسمٰعیل۔ اور حضرت یوسف علیہم السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا دوسرے غیر شرعی انبیاءؑ نے کیا کام کیا۔ اور دنیا میں مبعوث ہو کر کس رنگ میں انہوں نے اپنے مقصد بعثت کو پورا کیا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں۔ وہ ان انبیاءؑ کے متعلق جو کام بھی بتائینگے۔ ہم وہی کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں بھی ثابت کر دینگے۔ لیکن اس امر سے قطع نظر کرتے ہوئے انبیاءؑ کی زندگیوں پر معترضین اگر غور کرینگے تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ نبی اپنے بعد روحانی طور پر نہایت باریک اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ انہیں مادی طور پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ مگر عقلی طور پر ضرور سمجھا جا سکتا ہے۔

نبی کے دو اہم بالشان کام

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ نبی چونکہ اس وقت دنیا میں مبعوث ہوا کرتا ہے جب گمراہی اور ضلالت حد سے بڑھ جائے۔ کفر و اسلام میں تصادم واقعہ ہو جائے۔ اور دین نرغہ اعداء میں پھنس جائے۔ اس لئے اصولی طور پر یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ نبی کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ حقیقی دین کو دنیا کے تمام مذاہب پر غالب کر دے۔ لیکن چونکہ مرورِ زمانہ کی وجہ سے حقیقی دین کی شکل بھی بگڑ جاتی ہے۔ اور اس کے پیرو اپنی عملی قوتوں میں سست ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نبی کا دوسرا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تجدید دین کرے۔ اور اس گرد و غبار کو دور کرے جو دین حقیقی کے منوّر چہرہ کو ڈھانک رہی ہو۔ پس درحقیقت نبی کے دو کام ہوتے ہیں ایک غلبۂ دین بر ادیان باطلہ۔ دوسرے تجدید دین۔ غلبۂ دین کے متعلق جو انبیاءؑ کے فرائض ہیں ان کا استنباط اس آیت کریمہ سے ہوتا ہے۔ کہ ھُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ۔ اور تجدید دین کا جو فرض ہے۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں آتا ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء۔ (پ ۶ ع ۱۱) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو پے در پے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاءؑ مبعوث ہوئے۔ ان کا فرض یہ تھا۔ کہ وہ کتاب اللہ کی محافظت کریں۔ اور ان غلطیوں کو دور کریں۔ جو یہودیوں میں اپنے مذہب کے متعلق پیدا ہو گئی تھیں۔ مسیح موعود چونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے۔ اس لئے اس کے بھی یہی دو فرائض ہیں چنانچہ مفسرین آیت کریمہ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ کے متعلق یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس کا مکمل ظہور مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوگا۔ مثال کے طور پر مَیں تفسیر جامع البیان کا حوالہ دیتا ہوں۔ اس کی جلد ۲۹ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے وذالک عند نزول عیسیٰ بن مریم۔ یعنی یہ غلبۂ دین عیسیٰ بن مریم کے زمانہ میں ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یکسر الصلیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمکر اور فتنۂ دجّال کے توڑنے اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت کا کام مسیح موعودؑ کے سپرد کرکے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ ادیان باطلہ پر اسلام کو غالب کریگا۔

نبی کا دوسرا کام تجدید دین ہوتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کا احادیث میں یکام بھی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لوکان الایمان عند الثریا ینالہٗ رجالٌ او رجلٌ من ھٰؤلاء۔ (بخاری جلد ۳ کتاب تفسیر القرآن سورۃ الجمعہ) یعنی فارسی النسل مسیح موعودؑ ایمان کو ثریا سے واپس لائیگا۔ اور دین اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کریگا۔ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں۔ کہ تفترق امتی علیٰ ثلاث وسبعین ملۃً کلھم فی النار الا واحدۃً قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنۃ بحوالہ ترمذی) یعنی میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جبکہ وہ تہتّر فرقوں میں تقسیم ہوجائیگی۔ اور سوائے ایک کے باقی سب فرقے آگ میں ڈالے جائیں گے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو حق پر ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو اس طریق پر چلینگے جس پر مَیں اور میرے اصحاب ہیں۔ اس ما انا علیہ واصحابی سے مراد یقیناً مسیح موعودؑ کی ہی جماعت ہے۔ کیونکہ کوئی جماعت اسوقت تک صحابہؓ کے ہمرنگ نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ صحابہؓ کی طرح کسی نبی اور مامور من اللہ کی صحبت یافتہ نہ ہو۔ پس مسیح موعودؑ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام بھی قرار دیا ہے۔ کہ وہ تجدید دین کریگا۔ اور اختلاف اُمّت کو رفع کرکے ان کی صحیح راہنمائی کریگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں۔ اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچّے کی طرح ہو گیا ہے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں۔ اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار و برکات سماوی ہیں۔ جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسوقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو۔ تو معلوم ہوجائیگا۔ کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا کیا سامان کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہیگا۔ اور اس کے آثار ظاہر ہیں۔ دوسرا کام یہ ہے۔ کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے۔ جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں۔ کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رنگ پیدا نہ ہو۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے۔ حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے۔ کہ ان حملوں کو روکا جائے۔ جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں۔ ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جائے۔" (پیغام امام صفحہ ۳۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہی دو کام تھے۔ اور انہی دونو کی سرانجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاءؑ آتے رہے ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کاموں کو بدرجہ اتم پورا فرما دیا

غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام کی حالت اسقدر نازک ہو چکی تھی۔ کہ خطرہ تھا۔ ایک صدی تک اسلام کا نام و نشان دنیا سے معدوم ہو جائیگا۔ عیسائیت نہایت سرعت سے اسلام کو کھاتی جا رہی تھی۔ اور مسلمان مسیحیوں سے اسقدر شکست خوردہ ہو چکے تھے کہ سادات میں سے ہزاروں اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف سخت گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر شائع ہو رہا تھا۔ مگر مسلمان اسقدر بے حس اور مخالفین کے حملوں سے مرعوب ہو چکے تھے۔ کہ وہ کسی اعتراض کا جواب نہ دے سکتے اور خیال کرتے تھے۔ کہ اسلام کے احکام زمانۂ جاہلیت کے مناسب حال تھے۔ موجودہ زمانہ کی روشنی کے مطابق نہیں۔ یہ مسلمانوں کی کمزوری اسقدر بڑھ گئی تھی۔ کہ ہندوؤں کا ایک فرقہ آریہ بھی کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے مسلمانوں کو شکار کرنا شروع کر دیا۔ یہ نظارہ ایسا حسرتناک تھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی سچا مومن اس پر اشکبار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ آج سے نصف صدی قبل کی تاریخ پر غور کر کے دیکھ لو۔ ایسی خطرناک مایوسی کے عالم میں صرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے حفاظت اسلام کا کام شروع کیا۔ اور براہین احمدیہ کے ذریعہ دشمن پر ایسا زبردست حملہ کیا۔ کہ اس کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ آپؑ نے اس زبردست کتاب میں دشمنانِ اسلام کو کھلا چیلنج دیا۔ کہ اگر وہ اپنے مذاہب کی صداقت کے متعلق اس سے پانچواں حصہ دلائل کا بھی نکال دینگے جو صداقت اسلام کے متعلق پیش کیئے جاتے ہیں۔ تو انہیں دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ یہ اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمت اور غلبۂ اسلام کا ذریعہ تھا۔ کہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شور پڑ گیا۔ اور دشمن حیران رہ گئے۔ کہ یہ کیا ہوا۔ کہ وہی اسلام جو دفاع کی بھی طاقت نہ رکھتا تھا۔ اس مرد میدان کی وجہ سے اس کی تلوار نے مذاہب غیر کے پرخچے اُڑا دیئے۔ عیسائیت جو سب مذاہب سے زیادہ اپنی کامیابی پر اترا رہی تھی۔ اس حملے سے ایسی مرعوب ہوئی کہ اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور اس کے منادیوں بھاگ نکلے۔ کہ انہیں دلائل کے لحاظ سے اب سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملتی۔ اس مذہب پر آپؑ نے جس رنگ میں حملہ کیا۔ اس کا مختصر خاکہ یہ ہے۔ کہ مسیحی مذہب کی تمام کامیابی اس بات پر تھی۔ کہ مسیح ناصریؑ صلیب پر مر کر لوگوں کیلئے کفارہ ہو گئے۔ اور پھر زندہ ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ آسمان پر جا بیٹھے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے اگر ایک طرف حضرت مسیح ناصریؑ کی صلیبی موت نے جسے لوگوں کے لئے ظاہر کیا گیا تھا۔ آپ کے لئے محبت کی لہر پیدا کر دی تو دوسری طرف آپکی زندگی اور آسمان پر بجسد عنصری چلے جانیکے عقیدہ نے لوگوں سے آپ کی عظمت اور خدائی کا اقرار کرانا شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں باتوں کو انجیل سے ہی غلط ثابت کر دکھایا۔ اور زبردست تاریخی شواہد سے ثابت کیا۔ کہ مسیح ناصریؑ صلیب پر نہیں مرے۔ اور نہ زندہ آسمان پر گئے۔ بلکہ واقعہ صلیب کے بعد ایران افغانستان اور ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر آپؑ نے سری نگر محلہ خان یار میں حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر کا بھی پتہ دیدیا۔ اور اس ضمن میں دلائل کا ایک انبار لوگوں کے سامنے لگا کر الوہیت مسیح پر ایسا زبردست حملہ کیا۔ کہ اب مسیحیت سر اُٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھتی۔ اور جلد یا بدیر انشاءاللہ آغوش اسلام میں پناہ گزین ہوئے بغیر نہیں رہیگی۔

مسیحی مذہب چونکہ اپنی سیاسی توقیت۔ وسعتِ اثر۔ تبلیغی جدوجہد اور علمی ترقیات کی وجہ سے موجودہ زمانہ کے تمام ادیان باطلہ پر فوقیت رکھتا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے کسر الصلیب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماتحت آپؑ کو اس مذہب کے استیصال کیلئے خصوصیت سے ہتھیار عطا فرمائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی مذاہب آپؑ کے دلائل سے بچ گئے۔ بلکہ ان پر بھی آپؑ نے ایسے وار کیئے۔ کہ ہر مذہب کیلئے اسلام کے مقابلہ میں بجز اپنی شکست تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔

اسلام زندہ مذہب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مذاہب کے خلاف مشترکہ طور پر جو ایک عظیم الشان حربہ چلایا۔ اور جس سے تمام مذاہب کے جھنڈے اسلام کے آگے سرنگوں ہوگئے۔ یہ ہے۔ کہ آپؑ نے اپنی کتب۔ اشتہارات اور تقاریر میں بڑے زور سے دشمنانِ اسلام کے سامنے یہ امر پیش کیا۔ کہ چونکہ مذہب کی اصل غرض خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اس لئے وہی مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ جو بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کردے۔ اور انسانی نفس میں اس تعلق کے آثار دکھا سکے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ہم آگ کے پاس بیٹھیں تو گرم ہو جائیں برف کو چھوئیں تو سردی محسوس کریں۔ ہوا چلے تو اس سے راحت محسوس کریں۔ پانی پیئیں تو اس سے تراوت حاصل کریں۔ مگر خدا سے تعلق ہو لیکن اس کا کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ آپؑ نے بتایا۔ کہ زندہ مذہب میں یہ علامت پائی جانی چاہیئے۔ کہ اس پر عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کو پا سکے۔ اور اس کا عملی آثار کے ذریعہ کوئی ثبوت دے سکے۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ بجائے آپس میں لڑنے کے چاہیئے۔ کہ دشمنانِ اسلام خدا سے تعلق ہونیکا واقعات سے ثبوت پیش کریں۔ اور ان لوگوں کو پیش کریں۔ جنہوں نے ان دینوں پر چل کر خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہو۔ ورنہ سمجھا جائیگا۔ کہ وہ ایک بے جان لاشہ ہیں جس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں۔ یہ آپؑ کا مطالبہ ایسا زبردست تھا۔ کہ اس کے سُنتے ہی غیر مذاہب والوں پر بجلی پڑگئی۔ اور کوئی میدان میں نہ نکلا۔ مگر آپؑ نے کہا۔ اس قسم کی زندگی کے آثار صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرے مذاہب ہرگز اس معیار پر پورے نہیں اُتر سکتے۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے۔ تو میرے سامنے آئے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"مجھے بھیجا گیا ہے۔ تا میں ثابت کروں۔ کہ ایک اسلام ہی ہے۔ جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کیئے گئے ہیں۔ جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکیمہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھکر اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا۔ انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے۔ اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا۔ بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے۔ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت آؤ میں تمہیں بتلاؤں۔ کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ اسلام اسوقت موسیٰؑ کا طور ہے۔ جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں۔ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے۔ تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا۔ پھر کیا ہے۔ کیا ایک مُشت خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے۔ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے۔ ذرہ آؤ۔ ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اس سڑے گلے مُردہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔" (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ ۶۲)

مگر باوجود غیرت دلانے کے کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ نہ عیسائی اُٹھے۔ جن کی کتابوں میں یہ لکھا تھا۔ کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ تو انسان بڑے بڑے کام کر سکتا ہے۔ پہاڑ چل سکتے اور مُردے زندہ ہو سکتے ہیں۔ نہ ہندو آئے نہ آریہ۔ نہ سکھ۔ نہ یہودی۔ نہ زرتشتی۔ اور اس طرح آپؑ نے ثابت کر دیا۔ کہ اسلام ہی ہے۔ جو تمام مذاہب پر کامل فوقیت رکھتا ہے۔

دعوٰے اور اس کے دلائل مذہبی کتاب سے پیش کرو

ایک اور حربہ آپؑ نے اسلام کو غالب ثابت کرنیکے لئے یہ استعمال کیا۔ کہ آپؑ نے بتایا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالا مذہب ہماری ہدایت کیلئے آیا ہے تو چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ ہم سے منوانا چاہے۔ وہ اس مذہب کی کتاب میں لکھا ہوا ہو۔ اور جن دلائل سے وہ قائل کرنا چاہے۔ وہ دلائل بھی اسی کتاب میں موجود ہوں۔ کیونکہ اگر دعویٰ بھی ہم خود کریں۔ اور دلائل بھی ہم خود دیں۔ مذہب خاموش ہو اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب کی کتاب کوئی رہبری نہ کرتی ہو۔ تو یہ ایک بیجا وکالت ہوگی۔ پس آپ نے بتایا۔ کہ اے اسلام کے دشمنو! اگر تم اسلام پر اپنے مذاہب کی فوقیت ثابت کرنا چاہتے ہو۔ تو اپنے مذہب کے متعلق جو دعوے کرتے ہو۔ وہ بھی اپنی کتابوں سے دکھاؤ۔ اور جو دلائل پیش کرو۔ وہ بھی اپنی الہامی کتابوں سے دو۔ اس اصل کے ماتحت جب دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بجز اسلام دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو اپنے دل سے باتیں بنا کر یا اِدھر اُدھر سے چرا کر اپنے مذہب کی طرف منسوب کر دیتے اور لوگوں سے بحثیں کر کے ان کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ حقیقت اور سچائی ان کے پاس نہیں ہوتی۔ اس کے بالمقابل آپ نے ثابت کیا۔ کہ قرآن کریم تمام اصول اسلام کو خود پیش کرتا اور ان کے دلائل بھی دیتا ہے۔ چنانچہ آپ نے سینکڑوں مسائل کے متعلق اسلام کی اس خوبی کو ظاہر کیا اور دشمنان اسلام کو چیلنج کیا۔ کہ وہ بھی اگر سچائی رکھتے ہیں۔ تو اس رنگ میں اپنی صداقت ثابت کریں۔ مگر کوئی مذہب والا اس اصل کے ماتحت اپنے مذہب کی فوقیت ثابت نہ کر سکا اور نہ آئندہ کر سکیگا۔ پس اس ذریعہ سے بھی آپ نے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر دیا۔

ہر مذہب میں ایک مصلح کے مبعوث ہونیکی خبر

اسلام کو غالب کرنیکے لئے ایک اور حربہ آپ نے یہ استعمال کیا۔ کہ آپ نے بتایا۔ اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب کے پہلے بزرگوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں ایک مصلح کے مبعوث ہونیکی خبر دے رکھی ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسی پیشگوئیاں ہیں۔ عیسائیوں میں بھی۔ زرتشتوں میں بھی۔ اور دیگر چھوٹے بڑے ادیان کے پیروؤں میں بھی۔ حتیٰ کہ سکھوں میں بھی۔ بٹالہ کے پرگنہ میں ایک گورو کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی مشہور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ یہ جسقدر پیشگوئیاں ہیں۔ اور ان میں جسقدر علامات بیان کی گئی ہیں۔ یہ سب ملتی جلتی ہیں۔ اور اگر کسی پیشگوئی میں کوئی زائد علامت بتائی گئی ہے۔ تو وہ بھی اسی زمانہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ پس درحقیقت یہ تمام نبی اور اوتار ایک ہی زمانہ میں آنیوالے ہیں۔ مگر چونکہ ایک ہی وقت میں کئی موعود جن کی غرض یہ ہو۔ کہ دنیا میں صداقت کو پھیلائیں اور اپنی قوم کو غالب کریں۔ دنیا میں مبعوث نہیں ہو سکتے۔ اسلئے آپ نے ثابت کیا۔ کہ درحقیقت ان تمام پیشگوئیوں میں ایک ہی وجود کی خبر دی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے۔ کہ پہلے اقوام عالم میں ایک وجود کا انتظار پیدا کرے۔ اور جب وہ آجائے۔ تو اس پر تمام زمینی اور آسمانی علامات کو پورا کر کے اس کے منہ سے اسلام کی صداقت کی شہادت دلا کر ان ادیان کے پیروؤں کو اسلام میں داخل کر دے۔ پس آپ نے ثابت کیا۔ کہ درحقیقت سب مذاہب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف ناموں کے ساتھ ایک ہی موعود کے منتظر تھے۔ اور یہ کہ وہ موعود آپ ہیں۔ اور چونکہ نبی کسی خاص قوم کا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس کا ہوتا ہے۔ جو خدا کے لئے اس کے ساتھ ہو۔ اس لئے نبی ہر مذہب کے پیروؤں کا اپنا آدمی ہوتا ہے۔ پس آپؑ کو ماننے کے یہ معنے ہیں۔ کہ تمام اقوام اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ جو لیظھرہٗ علی الدین کلہ میں مسیح موعودؑ کے متعلق کی گئی ہے۔ غلبۂ اسلام کے لئے یہ حربہ ایسا کاری ہے۔ کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آخری مصلح کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہو چکیں۔ علامات ظاہر ہو گئیں مگر مدعی سوائے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اور کوئی نہیں۔ پس اب غیر مذاہب کے لئے سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ یا تو وہ آپؑ پر ایمان لائیں۔ یا اپنے مذاہب کو جھوٹا سمجھیں اور کہیں۔ کہ اس نے انہیں خیالی وعدہ دیا۔ جس کے پورا ہونے کی کوئی امید نہ تھی۔ مگر ان دونو صورتوں میں اسلام کی فتح ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے مذاہب کو جھوٹا سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں۔ تب بھی اسلام جیتا۔ اور اگر وہ اسلام کے موعود کو جو تمام ادیان کا مشترکہ موعود ہے۔ قبول کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تب بھی اسلام کی فتح ہے۔ یہ حملہ ایسا کاری ہے۔ کہ غیر مذاہب والے جسقدر اس پر غور کرینگے وہ اسلام قبول کرنے یا اپنے مذہب کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائینگے۔

ہر مذہب بلحاظ ابتدا سچا ہے مگر بلحاظ موجودہ حالت صرف اسلام سچا

ایک اور حربہ آپؑ نے غلبۂ اسلام کے لئے یہ استعمال کیا۔ کہ آپؑ کے دعویٰ سے پہلے ہر شخص دوسرے مذہب کے پیروؤں کو جھوٹا قرار دیتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ تعصب بڑھ رہا اور اختلاف ترقی کر رہا تھا۔ کیونکہ ہر مذہب والا اپنے بزرگوں کے جب حالات پڑھتا تو ان میں اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمال دیکھتا۔ پس وہ حیران ہوتا۔ کہ دوسروں کی عقل کو کیا ہو گیا۔ کہ وہ ایسے اچھے لوگوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ ایک دوسرے کو تعصب کا شکار سمجھا جاتا۔ دوسری طرف جب دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو بُرا کہا جاتا۔ تو انہیں بھی غصہ آتا۔

ہنود نے اس عقدہ کو بزعم خود اس طرح حل کیا ہوا تھا۔ کہ سب مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ اور مذاہب بمنزلہ ان مختلف راستوں کے ہیں۔ جو اس تک پہنچتے ہیں۔ البتہ ہندو مذہب سب سے اعلیٰ ہے۔ مگر یہ عقدہ کشائی کسی کام کی نہ تھی۔ کیونکہ اگر سب مذاہب اپنی موجودہ حالت میں خدا کی طرف سے ہیں۔ تو ان میں اصولی اختلاف کیوں ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شہر کو مختلف راستے جائیں۔ مگر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی مغرب کو جائے۔ اور کوئی شمال کو۔ وہ تھوڑا تھوڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چکر تو کاٹ سکتے ہیں۔ مگر جاٸینگے ایک ہی جہت سے۔ اسی طرح تفاصیل میں تو اختلاف ہو سکتا تھا۔ مگر اصول میں کیوں اختلاف ہو گیا۔ اسی طرح ہندوؤں کے اس عقیدہ پر یہ بھی اعتراض پڑتا کہ وہ ایک تو اپنے مذہب کو سب سے اعلیٰ قرار دیتے۔ اور دوسری طرف اسے سب سے پرانا مذہب کہتے ہیں حالانکہ عقلِ سلیم تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ خدا نے پہلے افضل مذہب اُتار کر پھر ادنیٰ مذہب اُتارا ہو۔ اگر انسان اپنی ابتدائی حالت میں کامل مذہب قبول کرنیکی استعداد رکھتا تھا۔ تو علوم و فنون میں ترقی حاصل کرنے پر ادنیٰ دین اس کی طرف اُتارنے کی کیا وجہ۔ بعد میں تو وہی دین آ سکتا ہے۔ جو پہلے سے زیادہ مکمّل ہو۔ یا کم سے کم ویسا دین ہو۔ یہ دو اعتراض ایسے تھے جن کی بنا پر یہ سوال پھر بھی تشنۂ تحقیق رہتا۔

مسیحیوں نے اس کا یہ حل بتایا۔ کہ خدا نے حضرت مسیح ناصریؑ کے ذریعہ سب دنیا کو ہدایت کی طرف بُلایا ہے۔ اور اس پر کسی کی طرفداری کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ مگر یہ حل بھی درست نہ تھا۔ کیونکہ سوال ہوتا ہے۔ کہ مسیحؑ کی آمد سے پہلے جو کروڑوں کروڑ لوگ ہوئے خدا نے اُن کی ہدایت کے لئے کیا سامان کیا تھا۔ غرض یہ سوال بلا جواب کے پڑا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایسی حالت میں بتلایا۔ کہ قرآن کریم یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ ان من امّۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع ۳) یعنی ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آچکے ہیں پس ہم کسی قوم کے بزرگوں کو جھوٹا قرار نہیں دے سکتے۔ ہاں ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ زمانہ کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پہلے مختلف قوموں کی طرف نبی بھیجے۔ اور جب وہ کامل شریعت قبول کرنے کے لائق ہو گئے۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم سب ملکوں اور قوموں کی طرف نازل کر دیا گیا۔ پس کوئی قوم بھی ہدایت سے محروم نہیں رہی۔ مگر کوئی قوم بھی اسوقت اسلام کو قبول کرنے سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ آخری اور کامل دین ہے۔ اور جب کامل دین آگیا تو پہلے ادیان منسوخ ہو گئے۔ جسکی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کی حفاظت چھوڑ دی۔ اور ان کی الہامی کتب انسانی دست برد کا شکار ہو گئیں۔ پس وہ سچے ہیں۔ بلحاظ ابتدا کے۔ اور جھوٹے ہیں بلحاظ اپنی موجودہ حالت کے اور مجبور ہیں اس بات پر کہ اسلام کو قبول کریں۔ کیونکہ یہی وہ دین ہے۔ جو کامل ہے۔ اور جس کی الہامی کتاب کا اللہ تعالیٰ خود محافظ ہے۔ یہ نقطۂ نظر جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے پیش کیا۔ ایسا لطیف ہے۔ کہ سب مذاہب والے اسلام کو قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اسلام سب سے آخری دین ہے۔ جو انسانیت کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکمیل پر اُتارا گیا۔ اور اسی نے اس صحیح اور درست اصل کو پیش کر کے اہل عالم کی صحیح راہنمائی کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے دلائل کے ساتھ اسلام کا غلبہ ثابت کیا۔ کہ دشمنان اسلام کیلئے اس کا مقابلہ کرنا تو الگ رہا۔ دفاع بھی مشکل ہو گیا۔ اور گو ابھی ظاہری صورت میں وہ مذاہب قائم ہیں۔ مگر اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے۔ اور وہ ایک ایک دن اسلام کے قدموں میں گرنے پر مجبور ہونگے۔

غلبہ اسلام کا یہ مفہوم نہیں۔ کہ باقی تمام ادیان مٹ جائیں

مَیں اس جگہ اس شُبہ کا ازالہ کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام کا یہ کیا غلبہ ہُوا۔ کہ تمام مذاہب ابھی موجود ہیں۔ وہ اسلام کے غلبہ کا یہ مفہوم لیتے ہیں۔ کہ تمام دین مٹ جائینگے۔ اور صرف اسلام ہی اسلام دنیا میں رہ جائیگا۔ حالانکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اختلاف عقائد دنیا میں ہمیشہ رہا۔ اور رہیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقواھا۔ یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کے ذریعہ نیکی اور بدی دونوں سے آگاہ کر دیتا ہے۔ آگے اس کا اپنا اختیار ہوتا ہے چاہے۔ تو وہ عمل کرے۔ اور چاہے انکار کر دے۔ پس قرآن مجید کے اس اصل کے مطابق کہ فمنکم کافر و منکم مؤمن (تغابن عؒ) دنیا میں کافر ہمیشہ رہا کرتے ہیں اور یہ ایسی بات نہیں جس سے کہا جا سکے۔ کہ فلاں نبی اپنے مقصد میں ناکام ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کتابٌ انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ابراہیم عؒ) یعنی ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لئے اُتاری ہے۔ کہ تُو لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف لے جائے۔ دوسری طرف آیت قل یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور آیت وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور سب جہان کو ظلمات سے نور کی طرف لے جانا آپؐ کا فرض تھا۔ مگر ہر شخص جانتا ہے۔ کہ یہ فرض آپؐ کی زندگی میں تکمیل تک نہ پہنچا۔ بلکہ اب تک ظلمت موجود اور کُفر دنیا کے اکثر حصّہ پر غالب ہے۔ اسی طرح بخاری میں آتا ہے۔ کہ لن یقبضہ اللہ حتّٰی یقیم بہ الملۃ العوجاء (جلد ۳ ص ۱۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسوقت تک وفات نہ دیگا۔ جبتک کہ تمام ٹیڑھے دینوں کو درست نہ کرے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انا الماحی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والماحی الذی یمحو اللہ بہ الکفر۔ یعنی میں ماحی ہوں۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سب کفر مٹا دیگا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے کفر موجود رہا۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کام پورا نہ کیا۔ کیونکہ غلبہ سے مراد دلائل و براہین کا غلبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لیہلک من ھلک عن بینۃ میں یہی بتلایا ہے۔ کہ انبیاء کے ذریعہ جب ضلالت معدوم ہوتی ہے۔ تو دلائل کے ذریعہ اور صداقت زندہ ہوتی ہے تو وہ بھی دلائل کے ذریعہ۔ عمدۃ القاری جو بخاری کی شرح ہے۔ اس میں شارح نے لکھا ہے۔ کہ فتح لی ھنا معنی من الفیض الالٰھی وھو ان المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصاریٰ۔ یعنی مسیح موعودؑ کے متعلق جو یکسر الصلیب آتا ہے اس کے معنی مجھے الہاماً یہ بتلائے گئے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ دلائل سے نصاریٰ کا مقابلہ کریگا۔ اور ان کا ناک میں دم کر دیگا۔ (جلد ۵ صفحہ ۵۸۴)

حضرت مسیح موعودؑ کی اسلامی خدمات کا اعتراف

پس حقیقی غلبہ دلائل و براہین کے رو سے ہی ہوتا ہے۔ اور اس خصوص میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو عظیم الشان کامیابی ہوئی اس کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے وصال پر ایک مشہور اخبار نے لکھا:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے"

"اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے"

"مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبار احسان رکھیگی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنیوالوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ کہ جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔ اسکے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سرانجام دی ہے"

"آیندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کس درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے۔ کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں" (وکیل امرتسر)

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مرزا صاحب نے اپنی پُرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لئے ساکت کردیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہٗ ادا کر کے خدمتِ دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔"

اخبار علی گڈھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نے لکھا:-

"آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام شروع کیا اور شمشیر قلم آریوں، عیسائیوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔ آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی۔ جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپے انعام رکھا تھا۔ آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسّی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں۔ جن میں سے بیّس عربی زبان میں ہیں بیشک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

یہ غیروں کا اعتراف ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے ایسا شاندار کام کیا۔ کہ اپنے تو الگ رہے بیگانے بھی آپؑ کی تعریف میں رطب اللساں ہیں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ ہندوؤں۔ سناتن دھرمیوں۔ برہموؤں اور غیر مذاہب والوں سے خود پوچھکر دیکھ لو۔ وہ بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہونگے۔ کہ اگر موجودہ زمانہ میں کسی نے اسلام کی حفاظت کی اور شیرِ خدا بن کر مخالفین کو للکارا تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔ اور آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے غیر مذاہب کے لیڈروں کو نشانات اسلام کا قائل کیا۔ جس کے ڈاکٹر ڈوئی عبداللہ آتھم۔ اور پنڈت لیکھرام وغیرہ زبردست ثبوت ہیں۔ لیکن چونکہ اشاعت ہدایت میں ہمیشہ تدریجی ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ آج کا بیج کل ایک درخت کی صورت میں نمودار ہو کر اپنی شاخیں اکناف عالم میں پھیلا دیگا اور یہ سب کچھ قرون ثلاثہ میں ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دُنیا میں پائے جائینگے۔ اور اس کی تعلیم پر قائم رہینگے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا بر عائت منہاج نبوّت ضروری ہے۔" (حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۳۷۸۔ طبع دوم)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبکہ عیسائیت۔ آریہ مت۔ برہم سماج اور سناتن دھرم کا دلائل سے قلع قمع کر دیا۔ دہریت اور الحاد کو توڑ کر تازہ نشانات سے خدا تعالیٰ کا جلال دنیا پر ظاہر کر دیا حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باوانانک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا ثابت کر کے سکھوں کے لئے بھی اسلام میں داخل ہونیکا راہ کھول دیا۔ ہر مخالف مذہب کے پیرو کو دلائل اور زندہ نشانات سے اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے للکارا۔ مگر کوئی مقابل پر نہ اُٹھا۔ اسلام اور صداقت اسلام پر اسّی کے قریب پُر معارف کتابیں لکھ کر اتمام حجت کو کمال تک پہنچا دیا۔ تو کیا اب بھی اسلام ادیان باطلہ پر غالب ثابت نہ ہُوا۔ یقیناً ہر بصیرت رکھنے والی آنکھ اس غلبہ کو مشاہدہ کر رہی ہے۔ مگر وہ جو کور چشم ہیں انہیں کیا دکھائی دے۔

تجدید دین اور حضرت مسیح موعودؑ

نبی کا دوسرا کام جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ تجدید دین ہے اور چونکہ اسلام کے سوا آج کوئی حقیقی دین نہیں اس لئے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو حقیقی خوبصورتی اور کامل دل آویزی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ہر شخص جانتا ہے۔ کہ وحدت باری[۱]۔ ملائکہ[۲]۔ کتب الٰہیہ[۳]۔ رسل[۴]۔ بعث بعد الموت[۵] اور قضاء و قدر[۶] پر ایمان رکھنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص ان مسائل پر ایمان اس رنگ میں نہیں رکھتا۔ جس رنگ میں ایمان رکھنے کی شریعت اسے ہدایت کرتی ہے۔ اسوقت تک وہ صراط مستقیم پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ جیسے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی وحدت میں کثرت کا قائل ہو یا ملائکہ کو انسانوں کی طرح گنہگار سمجھتا ہو۔ یا کتب الٰہیہ میں سے بعض کو مانتا۔ اور بعض کا انکار کرتا ہو۔ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ مومن ہے۔ بلکہ وہ گمراہی میں مبتلا سمجھا جائیگا۔ کیونکہ گو اس نے اصولی طور پر ایمان رکھا۔ مگر ان تفصیلات کو نظر انداز کر دیا جو تکمیل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ یہی طریق قوم بھی گمراہ ہو سکتی ہے۔ جب وہ مجموعی حیثیت سے ان عقائد کے متعلق غلط راستہ پر گامزن ہو۔

مسلمانوں کے متعلق جب غور کیا جائے تو ہمیں یہ ایک حیرت انگیز امر نظر آتا ہے۔ کہ انہوں نے ان تمام مسائل کے باب میں اسلام کی شکل کو کلیۃً بدل دیا تھا۔ اور وہ کچھ اسلام اور قرآن کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا تھا۔ جو حقیقی اسلام کے بالکل مغائر ہے۔

وحدت باری کے عقیدہ میں تنزل

مذہب کا نقطۂ مرکزی ایمان باللہ ہے۔ اور ایمان باللہ کے اجزاء میں سے ایک اہم جزو ایمان بالتوحید ہے۔ مگر مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ قبروں پر سجدہ کرتے۔ اپنے بزرگوں کے مقامات کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے۔ انسانوں کو عالم الغیب قرار دیتے۔ اولیاء اللہ کو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مالک سمجھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُردوں[۵] سے مُرادیں مانگتے۔ قبروں[۶] پر نیازیں چڑھاتے۔ اپنے پیروں[۷] کی نسبت یہ یقین رکھتے کہ وہ جو چاہیں خدا تعالیٰ سے منوا لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا[۸] دوسرے لوگوں کے نام پر قربانیاں دیتے۔ اور ستم یہ کہ ان تمام باتوں کو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے۔ پھر جو لوگ مسلمانوں میں سے اپنے آپ کو شرک سے مجتنب سمجھتے وہ بھی مشرکانہ عقائد رکھتے حضرت مسیح ناصریؑ کو خدا[۹] کا شریک سمجھتے۔ اور کہتے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء تھے۔ وہ تو زمین میں مدفون ہیں۔ مگر مسیح ناصریؑ دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں موت کا پیالہ جو خدا تعالیٰ نے ہر فرد بشر کو پلایا وہ مسیح ناصریؑ نے نہیں پیا۔ یہ بھی کہتے۔ کہ حضرت مسیح مُردے[۱۰] زندہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ خود بھی اس دنیا میں مُردوں کو زندہ کر کے نہیں بھیجتا۔ پھر یہ بھی کہتے۔ کہ مسیح پرندے[۱۱] پیدا کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضاحتاً بیان فرما دیا ہے۔ کہ خدا کے سوا اور کوئی پیدا نہیں کر سکتا۔ پھر بعض لوگ خدا تعالیٰ کی قدرت کا غلط مفہوم سمجھتے ہوئے یہ کہتے۔ کہ خدا چونکہ قادر ہے اس لئے وہ جھوٹ[۱۲] بھی بول سکتا ہے۔ بعض لوگ وحدۃ الوجود[۱۳] کا اعتقاد رکھتے۔ اور خیال کرتے۔ کہ سب کچھ خدا ہی خدا ہے۔ کچھ ایسے لوگ تھے۔ جو خدا تعالیٰ کو محدود[۱۴] قرار دیتے اور کہتے۔ کہ خدا مجسم ہو کر عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ غرض توحید کا حقیقی مفہوم مسلمانوں کے دلوں سے غائب ہو چکا تھا۔ اور اسلام کا یہ ایک عظیم الشان رُکن مسلمانوں نے بالکل مسخ کر دیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے مبعوث ہو کر ان تمام امور کو جن کو مسلمان اسلام کی طرف منسوب کر رہے تھے۔ بدلائل غلط ثابت کیا۔ اور بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ اس کے سوا اور کسی سے مرادیں مانگنی۔ قبروں پر نیازیں چڑھانی۔ یا خدا کے سوا کسی انسان کے نام پر قربانی دینی شرک ہے۔ اور اس سے ہر مومن کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ پھر آپ نے بدلائل ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ دیگر انبیاءؑ کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ نہ وہ پرندے پیدا کیا کرتے۔ اور نہ مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں آپ نے توحید کا مضمون ایسی عمدگی سے پیش کیا۔ جو تمام وساوس کا ازالہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو عالم پر بخوبی ظاہر کرنے والا ہے۔

ایمان بالملائکہ میں تنزل

دوسرا رُکن ایمان بالملائکہ ہے۔ مسلمانوں نے اس رُکن کو بھی مسخ کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے کہ ملائکہ نعوذ باللہ گناہ کر لیتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ پر بھی معترض ہوتے ہیں چنانچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت آدمؑ کے واقعہ میں ملائکہ کو اس طرح پیش کیا جاتا۔ کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی حکمتوں پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ہاروت و ماروت کے متعلق کہا جاتا۔ کہ وہ ایک فاحشہ عورت پر عاشق ہو گئے۔ اور آخر سزا کے طور پر ایک کنوئیں میں اوندھے مُنہ لٹکائے گئے۔ اسی طرح کہا جاتا۔ کہ ابلیس نعوذ باللہ ملائکہ کا اُستاد تھا۔

ب۔ بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے۔ کہ ملائکہ مادی وجود ہیں۔ اور وہ آدمیوں کی طرح اِدھر اُدھر دَوڑے پھرتے ہیں۔ عزرائیل کبھی اس کی جان نکالنے جاتے ہیں۔ کبھی اس کی۔

ج۔ بعض لوگ ملائکہ کو وہمی وجود قرار دیتے۔ اور کہتے۔ کہ قرآن کریم نے انسان کی محض نیک قوتوں کا نام ملائکہ رکھ دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ان تمام غلطیوں کا ازالہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض نہیں کرتے۔ اور نہ وہ گناہ کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی شان تو یفعلون ما یؤمرون ہے (تحریم ع) اسی طرح بتایا۔ کہ ملائکہ اِدھر اُدھر دَوڑتے نہیں۔ بلکہ وہ روحانی وجود ہیں اور جس طرح سورج اپنی جگہ سے تمام جہان کو روشنی دیتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اپنے مقام پر قائم رہ کران طاقتوں کی مدد سے جو انہیں دی گئی ہیں۔ تمام کام کرتے ہیں۔ آپؑ نے اسے بھی غلط ثابت کیا۔ کہ ابلیس ملائکہ کا اُستاد تھا۔ بلکہ آپؑ نے کہا۔ وہ تو ایک خبیث روح تھا۔ قرآن کریم اسے کان من الکافرین (بقرہ ع۴) کہتا ہے۔ آپؑ نے اس غلطی کو بھی دُور کیا۔ کہ ملائکہ وہمی وجود ہیں یا انسانی قویٰ کا نام فرشتہ رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر ملائکہ کا وجود ثابت کیا۔ اور فرشتوں کا وجود اس صورت میں ظاہر کیا۔ جس صورت میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیش کیا تھا۔

قرآن کریم کے متعلق عجیب و غریب خیالات

ایمان کا تیسرا رُکن کتب الٰہیہ پر ایمان لانا ہے۔ اور چونکہ اسلام میں بلحاظ ایمان قرآن کریم ہی اصل کتاب ہے۔ باقی کتب پر ایمان لانا صرف اصولی طور پر ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے متعلق مسلمان جن عجیب و غریب خیالات میں مبتلا تھے۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) مسلمان کہتے۔ کہ قرآن کریم کا کچھ حصّہ حضرت ابوبکرؓ نے غائب کر دیا ہے۔ یا کم از کم قرآن کریم میں تبدیلی کر دی۔ گویا وہ قرآن کریم کے متعلق تبدیلی و تغیّر کا عقیدہ رکھتے۔ اور سمجھتے۔ کہ اس کا کچھ حصّہ نعوذ باللہ دنیا سے مفقود ہو گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) بعض لوگ قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ تسلیم کرتے۔ یعنی کہتے۔ کہ قرآن کریم کا کچھ حصہ منسوخ شدہ ہے اور کچھ ناسخ۔

(۳) مسلمان یہ عقیدہ رکھتے۔ کہ قرآن کریم شیطان کی دست برد سے پاک نہیں۔ اور کہا جاتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سورۂ نجم کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپؐ ان آیات پر پہنچے۔ کہ افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے نعوذ باللہ آپؐ کی زبان پر یہ کلمات جاری کر دیئے کہ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ۔ یعنی ان بتوں سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا۔ کہ یہ الفاظ شیطان نے آپؐ کی زبان پر جاری کر دیئے تھے۔

(۴) بعض لوگ قرآن کریم کو احادیث کے تابع رکھتے۔ اور کہتے۔ کہ قرآن کریم بغیر حدیث کے حل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تفسیر وہ کرنی چاہیئے۔ جو حدیث میں لکھی ہو۔

(۵) بعض لوگ کہتے۔ کہ فہم قرآن گذشتہ قرون میں ختم ہو گیا ہے۔ اب قرآن کریم کی نئی تفسیر نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ اس میں سے نئے نکات نکالے جا سکتے ہیں۔

(۶) بعض لوگ قرآن کریم کے ربط اور اس کی ترتیب کے منکر تھے۔ اور سمجھتے۔ کہ قرآن کریم میں بلا کسی ترتیب کے مختلف واقعات کو بیان کر دیا گیا ہے۔

(۷) بعض لوگ سمجھتے۔ کہ قرآن مجید میں تکرار ہے۔ اور ایک ہی بات کو بار بار بیان کیا جاتا ہے۔

(۸) بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے۔ کہ قرآن کریم میں جس قدر قصص بیان کئے گئے ہیں۔ محض عبرت کے لئے آئے ہیں۔

(۹) نئے تعلیم یافتہ لوگ کہتے۔ کہ قرآن کریم تاریخ اور سائنس کے خلاف باتیں پیش کرتا ہے۔

(۱۰) بعض لوگ قرآنی تعلیموں کو وقتی اور قابل تبدیل سمجھتے۔ وہ علی الاعلان کہتے۔ کہ قرآن کریم کے نماز روزہ اور کثرت ازدواج وغیرہ احکام زمانۂ جاہلیت کے لئے تھے۔ اب روشنی کے زمانہ میں ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ (۱۱) پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ قرآن کریم کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹ گئی تھی۔ کہیں قرآن کریم کا درس نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا ترجمہ تک نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ البتہ قرآن کا استعمال یہ سمجھا جاتا۔ کہ قسمیں کھانے کے لئے استعمال کیا جائے۔ یا مُردوں پر پڑھا جائے یا اچھا خوبصورت غلاف چڑھا کر اسے رکھ دیا جائے۔ (۱۲) یہ بھی کہا جاتا۔ کہ پہلے تو خدا تعالیٰ اپنا کلام دنیا پر نازل کیا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ نہیں بولتا۔ گویا نعوذ باللہ اس کی ایک صفت معطل ہو گئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دیکھتا اور سُنتا تو ہے۔ لیکن بولتا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ان امور کی بھی اصلاح کی اور کلام الٰہی کے متعلق جسقدر غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ ان کو بدلائل دُور کیا۔

اصُول تفسیر

علاوہ ازیں آپنے اصُول تفسیر بھی بیان کیئے۔ اور بتایا۔ کہ (۱) قرآن کریم چونکہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور لا یمسہ الا المطھرون کے مطابق اس کے مطالب انہی پر کھولے جاتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو۔ اس لئے خدا سے تعلق پیدا کرو (۲) ترتیب مضامین کو مدِّنظر رکھو (۳) کسی لفظ کو زائد قرار نہ دو بلکہ ہر لفظ کو با معنی سمجھو (۴) لُغت پر نگاہ رکھو۔ کیونکہ جو لفظ قرآن مجید میں ہو۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا مترادف لفظ نہیں رکھا جا سکتا۔ (۵) سیاق و سباق کو مدِّنظر رکھ کر تفسیر کرو (۶) دعویٰ کے دلائل قرآن مجید سے ہی تلاش کرو (۷) یفسّر بعضہٗ بعضاً کے مطابق اگر کسی جگہ بظاہر نامکمّل مضمون نظر آئے تو دوسری جگہ تلاش کرو۔ کسی اور آیت سے مطلب حل ہو جائیگا (۸) قرآن کریم میں تکرار نہ سمجھو (۹) کسی حصّہ کو منسوخ قرار نہ دو۔ (۱۰) خدا کا کلام اور اس کی فعلی سُنّت مخالف نہ ہونے دو۔ غرض قرآن کریم کے متعلق آپنے وہ تمام امور سرانجام دیئے۔ جن کی زمانہ کو ضرورت تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے شریعت کی بے قدری کو دُور کیا

آپؑ سے پہلے شریعت کو چٹی[13] سمجھا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں نے کتاب الحیل وغیرہ قسم کی کتابیں لکھکر احکام شریعت سے روگردانی کر رکھی تھی۔ آپؑنے شریعت کی حقیقت بتائی۔ اور خدا تعالیٰ کی محبّت پیدا کرکے انہیں قرآن کا دلدادہ بنا دیا۔ پھر بعض[14] نادان صوفی کہا کرتے کہ شریعت راستہ ہے جب منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ تو شریعت کی ضرورت نہ رہی۔ بلکہ طریقت چاہیئے۔ آپؑنے اس کی بھی تردید کی اور بتایا۔ کہ شریعت کا منزل مقصود خدا تعالیٰ ہے۔ اور وہ چونکہ غیر محدود اور لا انتہا ہے۔ اس لئے ہر وقت شریعت کی ضرورت ہے بعض لوگ[15] یہ سمجھتے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل جزو شریعت ہے۔ کسی کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے دیکھا تو کہدیا۔ کفر ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کئی قسم کے ہیں۔ بعض واجب ہیں یعنی وہ کام جو آپؐ ہمیشہ کرتے۔ اور لوگوں کو کرنے کا حکم دیتے۔ بعض سُنن ہیں۔ یعنی وہ کام جو آپؐ عام طور پر کرتے اور کرنے کی نصیحت کرتے۔ بعض مستحب ہیں یعنی وہ کام جنہیں کرنا آپؐ پسند فرماتے۔ پھر بعض کام آپؐ کبھی کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ وہ ہمارے لئے بھی دونو طرح جائز ہیں۔ اور بعض باتوں میں آپؐ عرب کے رسم و رواج کے مطابق عمل کرتے۔ ان میں ہمارے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے ملک کے لوگوں کے رواج کے مطابق عمل کریں۔ غرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر فعل کی علیحدہ نوعیت ہے۔ پھر چکڑالوی گروہ اُٹھا۔ اور اس نے شریعت کو محض کلام الٰہی تک محدود بتلایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بھی تردید کی اور فرمایا۔ کہ شریعت کے دو حصے ہیں۔ اصولی حصہ تو کلام الٰہی میں ہے۔ مگر تفصیلات نبیوں کے ذریعہ آتی ہیں۔ پس احادیث کی بھی ضرورت ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کلام الٰہی اور شریعت کی عظمت کو دنیا میں قائم کیا۔ اور ان تمام وساوس اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جو مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔

انبیاء علیہم السلام پر شرمناک بہتان

ایمان کا چوتھا رُکن انبیاء و رسل پر ایمان لانا ہے۔ مسلمانوں نے اس رُکن کی شکل بھی ایسی بدنما کر دی تھی۔ کہ دل نبیوں کی محبت سے خالی ہو گئے تھے۔ مسلمان یہ کہتے۔ کہ آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی نے گناہ کیئے۔ انہوں نے آدم علیہ السلام کو گنہگار ثابت کیا اور کہا۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے واضح احکام کو پس پُشت ڈال دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو گنہگار ثابت کیا کہ ۔۔۔ انہوں نے منع کیئے جانے کے باوجود اپنے بیٹے کے لئے دعا کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے تین جھوٹ بولے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے اپنے باپ کو دھوکا دیا اور اپنے بڑے بھائی کی جگہ بھیس بدل کر اپنے باپ سے دعا حاصل کر لی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے عزیز مصر کی بیوی سے نعوذ باللہ زنا کا ارادہ کیا۔ اور بچپن میں چوری کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے ایک آدمی کو بلاوجہ قتل کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق کہا۔ کہ انہوں نے ایک شخص کی منکوحہ چھیننے کے لئے اس کو قتل کرا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق کہا۔ کہ وہ ایک مشرکہ عورت پر عاشق ہو گئے۔ اور یہ کہ گھوڑوں کا معائنہ کرتے ہوئے وہ ایک دفعہ نماز پڑھنا بھول گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے احسانات کے نیچے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔ ان پر بھی اعتراض کرنے سے مسلمان نہ شرمائے اور کہا کہ آپ حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے۔ مگر لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے بعض نے کہا کہ نعوذ باللہ آپ اپنی پھوپھی زاد بہن کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے۔ اور آخر اللہ تعالےٰ نے زید سے طلاق دلوا کر انہیں آپ کے نکاح میں دیدیا۔ بعض کہتے۔ کہ آپ کے دل میں بھی کبھی کبھی یہ خواہش پیدا ہو جاتی تھی۔ کہ ایسی تعلیم نازل ہو۔ جسے مشرکین عرب بھی تسلیم کر لیں۔ اور ان کے جذبات کا کچھ لحاظ رکھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام امور کی تردید کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ثابت کیا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نبی معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی سبوحیت قدوسیت اور اس کی صفات کاملہ کے مظہر ہوتے ہیں۔ پس جسقدر انبیاءؑ کی طرف عیوب منسوب کئے جاتے ہیں۔ وہ افترا اور جھوٹ محض ہیں۔ آپؑ نے یہ بھی بتایا۔ کہ یہ تمام خیالات مسیحیوں سے مسلمانوں میں آئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح ناصریؑ کی خدائی ثابت کرنے کیلئے یہ رویہ اختیار کیا تھا کہ سب نبیوں کی عیب شماری کرتے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ چونکہ حضرت مسیحؑ ہی ایسے نبی ہیں۔ جن کی طرف کوئی گناہ منسوب نہیں کیا جاتا۔ اس لئے وہ ضرور انسانیت سے بالا طاقتیں رکھتے ہیں۔ مسلمان مسیحیوں کے اس دھوکا میں آ گئے۔ کیونکہ بعض شریر الطبع لوگوں نے بظاہر اسلام قبول کر کے اس قسم کی باتیں مسلمانوں میں پھیلانی شروع کر دیں۔ پس مسلمانوں نے مسیحؑ کو مستثنیٰ کر کے انبیاءؑ کو گنہگار کہنا شروع کر دیا۔ اور عیسائیوں کے دجل کا شکار ہو گئے۔

حضرت مسیح ناصریؑ کی بے جا عزت

اس ضمن میں حضرت مسیح ناصریؑ کی بے جا عزت بھی بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے آپؑ نے ان کے متعلق بھی چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔

اوّل حضرت مسیحؑ کو روح اللہ کہا جاتا۔ اور اس سے ان کی خدائی کا استدلال کیا جاتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا۔ کہ روح اللہ تو سب میں ہوتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت مسیحؑ کو معاند نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے۔ اس لئے روح اللہ کہکر اس کی تردید کی گئی ہے۔

دوم۔ کہا جاتا۔ کہ صرف حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ ہی مس شیطان سے پاک ہیں۔ آپؑ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر میاں بیوی تعلقات کے وقت یہ دعا پڑھ لیا کریں کہ اللّٰھمّ جنّبنا الشیطان وجنّب الشیطان ما رزقتنا تو لم یمسّہ الشیطان۔ جو بچہ پیدا ہو گا۔ اس کو شیطان مس نہ کریگا۔ پس مسیح ناصریؑ اور ان کی والدہ کی کوئی تخصیص نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس حدیث سے مسیحی و مریمی صفات والے لوگ مراد ہیں۔ کہ ان پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔

سوم۔ یہ بھی کہا جاتا۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ آپؑ نے قرآن مجید سے اس کی تردید کی۔ اور بتایا۔ کہ مُردوں سے روحانی مُردے مراد ہیں۔ یا قریب الموت۔ اور پرندے پیدا کرنے سے مومن مراد ہیں۔

چہارم۔ پھر لوگ حضرت مسیح ناصریؑ کی تعلیم کو اعلیٰ ٹھہراتے۔ اور کہتے۔ کہ کیا کمال حلم کی تعلیم ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایک گال پر تھپڑ کھاؤ تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا۔ کہ یہ تو ناقص تعلیم ہے۔ اور ناقابل عمل بھی۔ علاوہ ازیں یہ محض وقتی تعلیم تھی۔ جو یہود کی سنگدلی کے پیش نظر دی گئی۔

پنجم۔ کہا جاتا۔ کہ مسیح ناصریؑ صلیب پر وفات پاکر لعنتی ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا بھی ازالہ کیا۔ اور اناجیل سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر چڑھائے تو گئے۔ مگر اس پر مرے نہیں۔

ششم۔ مسلمان یہ کہا کرتے۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ آسمان پر زندہ ہیں۔ اور وہی دوبارہ زمین پر اصلاح اُمّت محمدیہ کے لئے آئینگے۔ آپ نے بتایا۔ کہ یہ قرآن و احادیث کے خلاف عقیدہ ہے علاوہ ازیں مسیحؑ کو دو ہزار سال سے سنبھال کر رکھنے اور پھر انہیں اُمّت محمدیہ کی اصلاح کیلئے بھیجنے میں نمدا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّت محمدیہ کی ہتک ہے۔ غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم الشان احسان ہے کہ آپ نے انبیاءؑ کی عزّتوں کی حفاظت کی اور ان کا صحیح مرتبہ لوگوں کے سامنے نمایاں کیا۔

جنّت و دوزخ کے متعلق صحیح تعلیم

پانچواں رُکن بعث بعد الموت اور جنّت و دوزخ پر ایمان لانا ہے۔ مسلمانوں نے اس رُکن کے انہدام کیلئے بھی پورا زور لگایا۔ اور وہ خیال کرنے لگے۔ کہ جنّت ایک عیش و عشرت کا مقام ہے۔ جہاں ہر طرف کھانے پینے کی اشیاء ہونگی۔ عورتیں ہونگی اور ان کی صحبت ہوگی۔ جب یہ حاصل ہو گیا۔ تو انہیں سب کچھ مل گیا۔ اسی طرح دوزخ کے متعلق خیال کیا جاتا۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کفار کو ایک نہ ختم ہونے والا عذاب دیگا۔ اور کبھی ان پر رحم نہ کریگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ان خیالات کا بھی ابطال کیا۔ اور بتایا۔ کہ جنّت کی نعمتیں اس دنیا کی نعمتوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور دراصل اُس جگہ کی مادی نعمتیں دنیا کی عبادات کے تمثلات ہیں۔ یہاں کی روح وہاں کا جسم ہوگا اور وہاں کی روح ایک اور ترقی یافتہ چیز ہوگی۔ جس کی طاقتیں اس روح سے بہت بالا ہونگی۔ اسی طرح آپ نے ثابت کیا۔ کہ دوزخ کا عذاب ایک وقت پر جاکر ختم ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو بھی اپنی رحمت کے سایہ تلے جگہ دیگا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا۔ کہ پیدائش انسانی کا مقصد صرف نجات یعنی گناہ سے بچ جانا نہیں۔ بلکہ فلاح یعنی کمالات کا حصول ہے۔ اور آپ نے یہ بھی ثابت کیا۔ کہ نجات محدود نہیں بلکہ دائمی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ قضاء و قدر کے متعلق مسلمانوں کے خیالات کی اصلاح

مسئلہ قضاء و قدر کے متعلق بھی مسلمانوں میں بہت جھگڑے پیدا ہو چکے تھے۔ چنانچہ ان میں سے دو مشہور فرقے مرجئہ اور قدریہ ہیں۔ مرجئہ تو انسان کو اپنے تمام اعمال میں مجبور خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان کے ساتھ معصیت اور نیکی کے ساتھ کفر انسان کو ضرر نہیں دیتا۔ مگر قدریہ قدر کے بالکل ہی منکر تھے۔ اور انسان کو بکلی آزاد خیال تصور کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نقص کا بھی ازالہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ قانون دو ہیں ایک آسمانی فرشتوں کے لئے۔ کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے۔ اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے۔ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مگر جب وہ خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو جاتی۔ اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ جاتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے چلے آئے۔ اور اگر گناہ ہو چکا ہو تو استغفار یہ فائدہ دیتا ہے۔ کہ انسان گناہ کے بدنتائج یعنی عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ مگر جو لوگ استغفار نہیں کرتے۔ اور نہ خدا سے طاقت طلب کرتے ہیں۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے ہیں۔

غرض ارکان ایمان میں مسلمانوں نے جسقدر رخنے پیدا کر دیئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام کا ازالہ کیا۔ اور اسلام کو اس کی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مسلمانوں کے عملی حصہ کے لئے اصلاحی تدابیر

مسلمانوں کا عملی حصہ بھی چونکہ مردہ ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور ان میں قوت عمل پیدا کرنے کے لئے

(۱) عبادات کے متعلق غلط خیالات کی اصلاح کی۔

(۲) اصول فقہ کی اصلاح کی۔

(۳) عورتوں کے حقوق کو قائم کیا۔

(۴) اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے کئی کام کیئے۔

آپ سے پیشتر بعض مسلمان یہ خیال کرتے تھے۔ کہ عبادت صرف دل سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض یہ کہتے۔ کہ انسان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کے بعد جو چاہے کرے۔ بعض یہ کہتے۔ کہ اگر ہم گناہ نہ کرینگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کس کی کرینگے۔ بعض یہ کہتے۔ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا نہیں مانگنی چاہیئے۔ نماز کے بعد جب انسان دربار الٰہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے واپس آجائے تو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنی چاہیئے۔ بعض کہتے۔ کہ قوم کا غم رکھنا غرباء کی مدد کرنا۔ قومی کاموں میں شریک ہونا یہی نماز روزہ اور زکوٰۃ ہے۔ بعض غیر زبانوں کا پڑھنا کفر قرار دیتے بعض علوم جدیدہ کا سیکھنا ایمان کے منافی خیال کرتے۔ اور بعض مسلمان سُود کو جائز قرار دیتے۔ غرض حقیقت بالکل پوشیدہ ہو چکی تھی۔ بڑی بڑی باتوں کو نظر انداز کیا جاتا۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے بھائیوں کا گلا کاٹا جاتا۔ مسلمان کہلانے والوں نے تشہد میں اُنگلی اُٹھانے پر لوگوں کی اُنگلیاں تُوڑیں۔ آمین بالجہر کہنے پر لوگوں کے مونہوں میں نجاستیں ڈالیں۔ غرض ایک اندھیر مچا ہوا تھا۔ اور اسلام حقیقت میں ثریا پر پہنچ چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا احسان ہے کہ آپ نے اباحت کے طریق کو باطل ثابت کیا۔ شفاعت کی حقیقت ظاہر کی۔ عبادات کی حکمتیں لوگوں کو بتلائیں۔ سُود کی لعنت سے بچنے کی ہدایت کی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں جیسے رفع یدین اور آمین بالجہر کے مسائل پر لڑنے کو ناپسند کیا۔ اور بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلافِ طبائع کو مدنظر رکھ کر کئی طریق پر ان کاموں کے کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے یا خود کئی طریق پر بعض کاموں کو کر کے دکھا دیا ہے۔ جو شخص جس طریق کو چاہتا ہے۔ اس پر کاربند ہو جائے۔ غرض وہ تمام اختلافات جنہوں نے مسلمانوں کے شیرازہ کو پراگندہ کر رکھا تھا۔ ان کو دُور کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر صحابہ کرامؓ کے زمانہ کی یاد مسلمانوں کے دلوں میں تازہ کر دی۔

اصول فقہ کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بتایا۔ کہ پانچ چیزوں پر اس کی بنیاد ہونی چاہیئے۔ قرآن مجید پر۔ سُنّت نبویؐ پر۔ ان احادیث پر جو موافق قرآن و سُنّت و عقل ہوں۔ تفقہ فی الدین پر۔ اور لوگوں کے عادات و اخلاق پر۔ یعنی مختلف طبقوں کے احساسات کو مدّنظر رکھا جائے۔ عورتوں کے حقوق کے ضمن میں مسلمانوں کی طرف سے ورثہ میں سختی کیجاتی اور لڑکیوں کو وارث نہ کیا جاتا۔ پردہ میں ظالمانہ رنگ اختیار کیا جاتا۔ عورتوں کو علم سے محروم رکھا جاتا۔ ان سے محبت کا سلوک نہ کیا جاتا۔ خلع کے احکام کو بھلایا جا چکا تھا۔ عورتوں کو نکاح کے متعلق اختیارات حاصل نہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہی ہیں جنہوں نے ان تمام حقوق کو از سرِ نو قائم کیا۔

مسلمانوں کی ترقی کے وسائل

یہ تمام کام اگرچہ مسلمانوں کے لئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کئے مگر ان کے علاوہ آپ نے مسلمانوں کو ترقی دینے کے لئے انہیں تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور اس کے طریق بتائے جہاد کے متعلق صحیح تعلیم پیش فرمائی۔ دُعا کی فلاسفی بتائی۔ قرآنی قسموں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مقطعات کی حقیقت بتائی۔ شفاعت کے متعلق اسلامی نکتہ نگاہ پیش کیا۔ معجزات پر روشنی ڈالی اعمال انسانی کی اصلاح کے ذرائع بتلائے۔ توکل کا مفہوم بتایا۔ خوابوں کی حقیقت اور پہچان کے طریق بتائے۔ وحی والہام پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔ بدعات کا قلع قمع کیا۔ معراج۔ نزول مسیح۔ دجّال قتل خنزیر وغیرہ مسائل کی حقیقت بتائی۔ ذات باری کے متعلق ہونا چاہیئے اور رہے کے لفظ کا فرق بتایا۔ ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ دشمنان اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن اور مسکت جواب دیئے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی کامیابی کی امید پیدا کر دی۔ آپ کی بعثت سے پہلے مسلمان بالکل ناامید ہو چکے تھے اور سمجھ رہے تھے۔ کہ اسلام دب گیا۔ مگر آپ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا دیا۔ مُردہ امنگوں کو زندہ کیا۔ اور انہیں اس یقین سے بھر دیا کہ وہ ایک دن دنیا پر غالب آکر رہینگے۔

ایک کام کرنیوالی جماعت کا قیام پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ایک اور عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے دنیا میں ایک کام کرنیوالی جماعت قائم کر دی۔ گو سید صاحب کے نزدیک "یہ کام اتنا بڑا نہیں جس کے لئے نبی کے مبعوث ہونیکی ضرورت ہو" (تحریک قادیان صفحہ ۱۶۵) مگر قرآن کریم ہمیں یہی بتلاتا ہے۔ کہ نبی کے فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں اپنی قوّت قدسیہ سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے۔ جو اس کے نام اور اس کے دین کو اکناف عالم میں پھیلانیوالے ہوں۔ اولم یروا انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی قوّت احیاء کا ذکر ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ آپ نے اپنی شاندار قوّتوں سے کام لیکر تھوڑے عرصہ میں ہی ایک ایسی جماعت قائم کر دی جو خدا اور اس کے رسولؐ کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنیوالی تھی۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (سورۃ الجمعہ) میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چار کام بتائے گئے ہیں۔ ان کا ماحصل یہی ہے۔ کہ نبی کا کام تبلیغ کرنا (یتلوا علیھم اٰیاتہ) کافروں کو مومن کر کے پاکبازوں کا ایک گروہ تیار کرنا (یزکیھم) مومنوں کو شریعت پر دوبارہ قائم کرنا (یعلمھم الکتاب) اور انہیں باریک در باریک ترقی کی راہیں بتانا (والحکمۃ) ہے۔ یہی امر تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (۲۶/۱۲) میں بتایا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں آپکے صحابہؓ کی اس مقدس جماعت کو پیش کیا گیا ہے۔ جو مولیٰ کے حضور سربسجود رہتی۔ اطاعت کے لئے جھکی رہتی۔ اور

علم کلام میں یہ اصلاح فرمائی کہ ہر دعویٰ اور اس کی دلیل مذہبی کتاب سے دو۔ [illegible] عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو تلاش کرنے میں مستغرق رہتی۔ غرض نبی کا ایک بہت بڑا کام یہ بھی ہے۔ کہ وہ روحانی طور پر مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور اپنی قوت قدسیہ سے قلوب میں ایسی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو بجا لانے کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیتے ہیں۔ ان کے چہروں پر خشیت اور محبت الٰہی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں میں اس کا جلال چمک رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ کام نبی کے لئے ضروری نہیں۔ تو بتایا جائے۔ کہ کیوں ہر نبی نے ایسی جماعت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور کیوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشر و اشاعت اسلام کے لئے جدوجہد کی۔ کیا تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی جماعتوں کے بغیر نبی نہیں تھے۔ اگر اکیلے بھی وہ نبی تھے تو مومنین کی جماعت پیدا کرنے کی انہیں کیا ضرورت تھی۔ ہر شخص اس سوال کا یہی جواب دیگا کہ گو وہ اکیلے بھی نبی تھے مگر نبی کی قوت احیاء کے ثبوت کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ ایک جماعت اس کے گرد ہو۔ ایسی جماعت جو دنیا کے لئے نمونہ ہو۔ ایسی جماعت جو خدا کی محبت کی متوالی ہو۔ ایسی جماعت جو دین حقیقی کی علمبردار ہو۔ ایسی جماعت جو دن اور رات اس بات کے لئے بے چین رہتی ہو۔ کہ دنیا سے ضلالت مٹے اور آفتاب صداقت روشن ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان قوت احیاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ وہاں آپؑ نے اپنی قوت احیاء کے ثبوت میں ایک ایسی زبردست جماعت قائم کر دی جو صحابہؓ کی ہمرنگ ہے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف بدعات رسوم دنیا طلبی دین سے نفرت کلام الٰہی سے بے پروائی۔ شرائع کی ہتک۔ اعمال صالحہ سے غنا۔ دعا سے بے توجہی اور غیرت دینی کی کمی نظر آتی ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے ملائکہ اور دُعا اور معجزات اور کلام الٰہی اور حشر و نشر اور جنت اور دوزخ پر پورا پورا یقین رکھتی اور شریعت اسلام پر نہایت احتیاط سے عمل کرتی ہے۔ آج دہریت اور الحاد کے زمانہ میں یہی ایک جماعت ہے۔ جس کی سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔ جس کے سینے گریہ و بکا کی آواز سے ہنڈیا کی طرح کھولتے ہیں۔ جس کی زبانوں پر اللہ اور رسولؐ کا نام ہے۔ جس کے چہروں سے اللہ اور رسولؐ کا عشق ٹپک رہا ہے۔ اور جس کے اعمال بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی عظمت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہی وہ جماعت ہے جو آج اشاعت اسلام کے لئے وہ کچھ کام کر رہی ہے۔ کہ مسلمان متفقہ طور پر بھی اسے نہیں کر رہے۔ آج دُنیا پر نگاہ دوڑا کر دیکھ لو۔ کوئی جماعت بجز جماعت احمدیہ کے ایسی نظر نہیں آئیگی۔ جو خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے ماریں کھاتی اور پٹی جاتی ہو۔ جو اشاعت اسلام کے لئے اپنی اَن تھک مساعی سے روس۔ مصر۔ آسٹریلیا۔ امریکہ۔ ماریشس۔ افغانستان۔ ایران۔ عراق۔ مسقط حجاز۔ شام۔ فلسطین۔ الجزائر۔ سیلون۔ چین۔ سماٹرا۔ جاوا۔ فجی۔ برازیل۔ ٹانگانیکا۔ کینیا۔ یوگنڈا۔ زنجبار۔ سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ انگلینڈ۔ ابی سینا۔ اور جاپان وغیرہ میں اسلام کا جھنڈا بلند کر رہی ہو جس نے ساری دنیا کو اسلام میں داخل کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جہاں اور عظیم الشان کارہائے نمایاں میں نے بیان کئے۔ ایک عظیم الشان کارنامہ آپ کا جماعت احمدیہ کا قیام بھی ہے۔ ایسی جماعت کا قیام جو شرک و کفر کے آگے ہر وقت سینہ سپر رہنے والی ہے۔ ان کاموں کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے "اسلام کیلئے کیا کیا" تو بجز اِسکے کہ اس کی عقل پر ماتم کیا جائے۔ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ تکفیرِ اہلِ قبلہ

مولٰنا سید حبیب نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں اہل قبلہ کی تکفیر کا مسئلہ بھی چھیڑا۔ اور بطور اعتراض لکھا ہے۔ "مرزا صاحب نے اہلِ قبلہ کی تکفیر کی۔ اور یوں ملّتِ مرحومہ میں بے حد اختلاف و انتشار پیدا کیا۔ جس سے مسلمانوں کو شدید صدمہ اور بدترین نقصان پہنچا۔" (صفحہ ۱۸)

"بدترین نقصان" اور "شدید صدمہ" جو بالفاظ سید حبیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اس کے ثبوت میں جو بات بیان کی گئی۔ اس سے زیادہ غیر معقول بات غالباً کوئی نہ ہوگی۔ کیونکہ اہل قبلہ کی تکفیر کوئی ایسی چیز نہیں جس کی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ہوئی ہو بلکہ مسلمانوں کے تمام فرقے اس آتش تکفیر میں جھلس کر صدیوں سے اپنے آپکو تباہ و برباد کر چکے اور اغیار کی نگاہوں میں قابل تضحیک ہو چکے ہیں۔ ایں حالات اس "اختلاف و انتشار" کی ذمہ واری ان علماء پر ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق شرمن تحت ادیم السماء کے مصداق ہیں نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو مسلمانوں کو دوبارہ حقیقت اسلام پر قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

علماء اور فتویٰ تکفیر

کہلانے والے علماء نے اس خطرناک حربہ سے کام لیکر مسلمانوں کی جڑوں کو جس طرح کھوکھلا کیا اور اُمّت مرحومہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی کیفیت اس امر سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ علماء اسلام کے نزدیک۔ اگر کوئی شخص کہے۔ کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو کافر۔ اگر کوئی کہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ حضرت آدم نبی تھے یا نہیں تو کافر۔ اگر کوئی کہے کہ انبیاء علیہم السّلام نے نبوّت کی حالت میں اور اس سے قبل عصیاں نہیں کیا تو کافر۔ اگر کوئی رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو اس سے معجزہ طلب کرنیوالا کافر۔ اگر کسی کہا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدّو پسند کرتے تھے اور وہ کہے کہ مجھے پسند نہیں تو کافر۔ اگر کوئی حضرت ابو بکرؓ کی امامت کا انکار کرے تو کافر۔ اگر کوئی حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرے تو کافر۔ اگر کوئی کہے کہ مَیں فلاں کے ساتھ جنّت میں داخل نہیں ہونگا تو کافر۔ اگر کوئی کہے کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے تو کافر۔ اگر کوئی کہے کہ میرا تجھے دیکھنا ایسا ہے جیسے ملک الموت کو۔ تو کافر۔ اگر کوئی مشرکین کی عید میں ان کی تعظیم کیلئے شامل ہو تو کافر۔ اگر کوئی حرام فعل کرتے وقت بسم اللہ پڑھے تو کافر۔ اگر کوئی ذمی کی ٹوپی اپنے سر پر رکھ لے اور اس سے اس کی غرض گرمی وسردی دُور کرنا نہ ہو تو کافر۔ اگر کوئی سکول ماسٹر کہے کہ غیر مسلم مسلمانوں سے بہت اچھے ہیں تو کافر۔ اگر کہے کہ عیسائیت مجوسیت سے اچھی ہے تو کافر۔ اگر کہے کہ عیسائیت یہودیت سے اچھی ہے تو کافر۔ (البحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۶) اگر کوئی اپنے غیر مسلم استاد کو عزّت کے طور استاذی کہدے تو کافر۔ اگر کوئی علماء سے ہنسی کرے تو کافر۔ اگر کوئی موزوں پر مسح کرنیکا انکار کرے تو کافر۔ اگر کوئی بیماری اور سفر میں تیمّم حق نہ سمجھے تو واجب القتل۔ (الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی کتاب السیر والردة مطبع مصطفائی صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۹) اگر کوئی کافر ایک مسلمان سے کہے کہ مجھ پر اسلام پیش کر۔ اور وہ کہے کہ فلاں مولوی کے پاس جا تو کافر۔ (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۴) اگر کوئی کسی مسلمان سے پوچھے کہ کیا تُو مومن ہے اور وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں تو کافر۔ (ص ۱۶۴ ") اگر کوئی کسی عالم سے بغیر ظاہری سبب کے بُغض رکھے تو کافر۔ (ص ۱۵۶ ") اگر کوئی بطور ڈرامہ اپنے آپکو معلّم بنا کر بچوں کو سوٹی مارے تو کافر۔ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے سے کہے کہ فلاں مجلس میں چلو۔ اور وہ کہدے کہ وہاں جو باتیں مولوی صاحب بتاتے ہیں۔ ان پر کون عمل کر سکتا ہے۔ یا کہے کہ مجھے ایسی مجلس سے کیا تعلق۔ تو کافر۔ اگر کوئی عالم کو عویلم یعنی مولوی کو مُلوی کہدے۔ تو کافر۔ (ص ۱۵۷ ") اگر کوئی شراب پیتے وقت بسم اللہ کہے۔ تو کافر (ص ۱۴۷ ") اس کے علاوہ اہل السنّت والجماعت کہتے ہیں۔ شیعہ کافر ہیں بلکہ واجب القتل۔ (ردّ تبرّا صفحہ ۳۰) شیعہ کہتے ہیں کہ سوائے فرقہ اثنا عشریہ امامیہ کے کوئی ناجی نہیں۔ (حدیقۃ الشہداء صفحہ ۶۵) مقلّدین کہتے ہیں کہ غیر مقلّد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل سُنّت سے خارج بلکہ رافضیوں اور خارجیوں کی طرح ہیں۔ نہ ان کے پیچھے نماز درست۔ نہ ان سے مخالطت اور مجالست درست۔ (انتظام المساجد صفحہ ۷) مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں غیر مقلّدین کے تمام گروہوں کے نام بنام عقائد لکھ کر فتویٰ دیا ہے کہ "یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں اور جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے (صفحہ ۱۱۳) اسی طرح حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور مجدّدیہ سب گروہوں کو کافر کہا گیا ہے۔ (جامع الشواہد صفحہ ۲) اس کے بالمقابل غیر مقلد کہتے ہیں۔ کہ مقلّدین کے عقائد موجب شرک اور مفسد نماز ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ (مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۵۴ و ۵۵) نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے کہ مقلّد مشرک ہیں (اقترب الساعۃ صفحہ ۱۶) غرض تکفیر کا ایک سیلاب ہے جو علماء سوء نے بہایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ۔ حضرت امام زین العابدینؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ حضرت امام حسینؓ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام مالک بن انس۔ حضرت امام احمد بن حنبل۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن نسائی۔ حضرت ابویزید بسطامی۔ حضرت جنید بغدادی۔ حضرت محمد بن فضل بلخیؒ۔ حضرت ابوبکر شبلی حضرت ابوالحسن شاذلی۔ امام ابوبکر نابلسی۔ حضرت شیخ محی الدین صاحب ابن عربی۔ مولوی جلال الدین صاحب رومی۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جامی۔ شیخ فریدالدین صاحب عطار۔ قاضی حبیب عیاض۔ حضرت امام ربانی مجدد صاحب الف ثانی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ سید احمد صاحب بریلوی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید۔ اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی وغیرہ کو کافر، مرتد، ملحد، زندیق، رافضی اور کیا کچھ کہا۔ اور اسی بنا پر آجکل کے علماء نے گنگوہی، دیوبندی نانوتوی، اور تھانوی وغیرہ علماء کے کفر کے فتوے شائع کیے۔

اُمّتِ مرحومہ کو "بدترین نقصان" کِس نے پہنچایا

غرض اُمّتِ مرحومہ کو "بدترین نقصان" "اور شدید صدمہ" اگر پہنچا۔ تو علماء سوء کی بدولت۔ "اختلاف و انتشار" اگر پھیلا تو ان کفرباز مولویوں کے طفیل۔ سیّد حبیب اگر ناراض ہونا چاہتے ہیں تو ان علماء پر ہوں جنہوں نے کفر کا دائرہ اتنا وسیع کر دیا۔ کہ آج کوئی شخص نہیں جو ان کی مہر تکفیر سے بچا ہوا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل پر ان کا شکوہ کرنا سراسر بے محل اور غیر منصفانہ طریق ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کو کافر نہیں بنایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں مبعوث ہو کر کسی مسلمان کو کافر نہیں بنایا۔ بلکہ آپ نے لوگوں کے کفر کا اظہار کیا ہے۔ سورج جب عالم کو اپنی کرنوں سے منوّر کرتا ہے تو نہیں کہا جاتا کہ اس نے ایک چیز کو سیاہ اور دوسری کو سفید بنا دیا۔ بلکہ وہ چیز جو پہلے سے سیاہ ہوتی ہے۔ سورج کی روشنی پڑنے سے سیاہ نظر آنے لگتی ہے۔ اور وہ چیز جو پہلے سے سفید ہوتی ہے۔ سورج کی روشنی پڑنے سے سفید نظر آنے لگتی ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ جب وہ دنیا میں اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں تو وہ کسی کو کافر نہیں بناتے۔ بلکہ جن لوگوں میں وجہ کفر پیدا ہو جائے۔ ان کے کفر کا اظہار کرتے ہیں۔ کفر کی تعریف یہ ہے۔ کہ ایسے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کیا جائے۔ جس کے نہ ماننے سے انسان خدا تعالیٰ کا باغی قرار پائے۔ اور اس کی روحانیت مر جائے۔ یہ کفر گو خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مگر جب بھی کوئی ایسی وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔ جس کا ماننا لوگوں کے لئے حجّت ہو۔ تو اس کا انکار کرنا بھی کفر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ وحی پر انسان تبھی ایمان لا سکتا ہے۔ جب وحی لانیوالے کو قبول کرے۔ اس لئے ایسی وحی کے حامل پر ایمان لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسی وحی اور اس کے حامل کو نہیں مانتا وہ کافر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے زید یا بکر کا انکار کیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا انکار کرنا پڑا۔ چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض ہو صرف انبیاء علیہم السلام پر ہوتی ہے۔ اس لئے انہی کا انکار کفر کہلاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاءؑ میں شامل ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان کا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ہوئی۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنیوالے کافر ہیں۔ مگر جس طرح ایمان کے مختلف مدارج ہیں۔ اسی طرح کفر کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ لیکن تاہم سب کو مومن۔ یا کافر ہی کہا جائیگا۔ اور ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ گورنمنٹ اعلان کرے۔ کہ تمام لوگ فلاں جگہ جمع ہوں۔ اس پر کچھ لوگ تو جمع ہو جائیں۔ کچھ باوجود اعلان سُننے کے عمداً جمع نہ ہوں۔ اور کچھ لاعلمی کی وجہ سے اکٹھے نہ ہوں۔ اس پر اگر گورنمنٹ حکم دے۔ کہ جو لوگ جمع نہیں ہوئے۔ انہیں گرفتار کیا جائے تو جس طرح عمداً جمع نہ ہونیوالے پکڑے جائینگے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی گرفتار شدگان میں شامل ہونگے۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاعلمی کی وجہ سے نہیں آسکے۔ گو بعد میں گورنمنٹ انہیں رہا کر دے۔ اسی طرح یہ فیصلہ کرنا بھی خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا انکار کیا ہے۔ ان میں سے کن کو چھوڑے اور کن کو سزا دے۔ کیونکہ وہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ کس نے حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ کیا۔ کس نے آپؑ پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ کس نے مقابلہ تو کیا مگر کم۔ کس نے حسن ظنی سے کام لیکر آپؑ کو نیک سمجھا اور کس نے آپؑ کا نام تک نہ سُنا۔ لیکن شامل سب کو نہ ماننے والوں میں ہی کیا جائیگا۔ اسی بنا پر مسلمان بالاتفاق ان تمام لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہوئے خواہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تک نہیں سُنا۔ کافر کہتے چلے آئے ہیں۔ اور آج تک کسی شخص نے آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈیز یا آسٹریا کے وحشیوں کے مسلمان ہونیکا فتوےٰ نہیں دیا اور نہ ان ہزاروں اور لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتوئے اسلام دیا ہے جو پہاڑوں یا اندرون یورپ کے رہنے والے ہیں۔ اور جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی علم نہیں۔

نہ ماننے والے کو کافر ہی کہا جائیگا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں:-

"اتمام حُجّت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے۔ کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں۔ اس لئے اتمام حُجّت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کے براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسولؐ سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو لوگ اسقدر فہم اور علم نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حُجّت پوری ہو چکی ہے۔ اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہر حال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حُجّت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حُجّت ہو چکا ہے۔ اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے۔ وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"اس میں شک نہیں۔ کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمامِ حجّت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمامِ حجّت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباعِ شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسًا الّا وسعہا قابلِ مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اسکی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

پھر ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ ظاہر ہے۔ کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمدًا نہ ہو تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے۔ کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ۔ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی۔ اب اس کا یہ کہنا بے فائدہ ہوگا کہ میں طبیبوں کے اس اشتہار سے بے خبر تھا۔ مجھے کیوں آتشک ہو گئی۔ باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے ع مندے کمّیں نانکا جد کد مندا ہو۔" (" صـ۱۸۱)

ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے

پھر قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کفر ہے۔ بلکہ اگر ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعضٍ ونکفر ببعضٍ ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ہم الکافرون حقا۔ واعتدنا للکافرین عذابا مہینا۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اس کے درمیان میں کوئی راستہ بنالیں۔ وہ لوگ پکّے کافر ہیں۔ اور ہم نے ایسے ہی لوگوں کیلئے رسوا کرنیوالا عذاب تیار کیا ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ جو گروہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے۔ یا رسالت کا منکر ہے یا یہ کہتا ہے کہ میں رسول کی بات تو نہیں مانونگا۔ مگر جو براہِ راست اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف سے مجھ پر الہام نازل ہو وہ مانونگا۔ یا یہ کہتا ہے۔ کہ بعض رسولوں کو میں نے مان لیا۔ اور بعض کا انکار کیا۔ اور اس طرح درمیان میں ایک راستہ نکالنا چاہتا ہے۔ وہ یقینی کافر ہے۔ اس آیت میں چاروں گروہوں کو پکا کافر قرار دیتے ہوئے ایک نبی کے انکار کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ بندے کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اپنے پاس سے کفر کی کوئی تعریف کرے۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے۔ کہ فلاں کام کفر ہے یا نہیں۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ نے بتا دیا۔ کہ ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے تو یقیناً جب کوئی شخص نبی ہو گا اس کے منکروں کو کافر کہا جائیگا۔

تفسیر خازن میں بھی زیر آیت کذبت قوم نوح المرسلین لکھا ہے:۔

"فان قلت کیف قال المرسلین وانما ھو رسول واحد وکذالك باقی القصص قلت لان دین الرسل واحد وان الآخر منهم جاء بما جاء به الاول فمن کذب واحدا من الانبیاء فقد کذب جمیعهم (خازن جلد ۳ صفحہ ۴۳۵)

یعنی اگر تو سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ قوم نوحؑ نے تمام رسولوں کی تکذیب کی۔ حالانکہ نوحؑ تو ایک رسول تھا۔ ایسا ہی باقی آیات میں ذکر ہے تو میں کہونگا۔ کہ چونکہ سب رسولوں کا دین ایک ہوتا ہے۔ اور بعد کا رسول بھی وہی تعلیم لاتا ہے۔ جو پہلا لایا۔ اس لئے جو شخص ایک رسول کی تکذیب کرتا ہے۔ وہ گویا سب رسولوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ آج کوئی شخص کہے۔ میں سب کچھ مانتا ہوں۔ لیکن حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ علیہما السلام کو سچا نہیں مانتا۔ کیا ایسے شخص کو مسلمان کہا جائیگا؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح وہ شخص بھی حقیقی معنوں میں مومن نہیں کہلا سکتا۔ جو نبی اللہ مسیح موعودؑ کا انکار کرتا ہے۔

مکفّرین کے متعلق فتویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنیوالے زیادہ تر دو قسم کے لوگ ہیں اوّل وہ جو آپؑ کو کافر کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کافر تو نہیں کہتے۔ مگر آپؑ کو دعاوی میں صادق بھی تسلیم نہیں کرتے۔ سیّد حبیب تسلیم کرتے ہیں کہ "اگر کوئی مسلمان بلاوجہ کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے" (صفحہ ۱۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی بنا پر مکفّرین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے۔ کہ انہوں نے مجھے کافر کہا۔ میرے لئے فتویٰ تیار کیا۔ میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سبقت کر کے ان کے لئے کوئی فتویٰ تیار نہیں کیا۔ اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ان پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو میں ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ ہم کو کافر کہکر خود فتویٰ نبوی ؐ کے نیچے آتے ہیں۔" (تریاق القلوب طبع اول صفحہ ۱۳۰)

"حقیقۃ الوحی" میں بھی فرماتے ہیں:۔

"میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں"۔ (حاشیہ صفحہ ۱۶۵)

وہ وجہ کفر یہ بتائی۔ کہ:۔

"یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے"۔ اور لکھا کہ:۔

"قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا"۔ (صفحہ ۱۶۴)

اسی طرح آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس کو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پاکر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ (صفحہ ۲۵۶)

پھر لکھا۔

"ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے۔ کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہو تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیرا دیں آپ۔ اور ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے۔ اسقدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کسقدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے؟ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے۔ اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے۔ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفر الٹ کر اُسی پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

پس مکفرین کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو فتویٰ ہے اس پر تو سید حبیب کو کوئی اعتراض نہیں

کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہی قسم میں داخل ہیں

ہے وہ لوگ۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر تو نہیں کہتے۔ مگر آپؑ کی راستبازی کے بھی قائل نہیں۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ لکھا۔ وہ بھی دافع الوساوس ہے۔ آپؑ ایک کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا پر افترا کرنیوالا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنیوالا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑ گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے"۔ (صفحہ ۱۶۳ حقیقۃ الوحی)

حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے۔ کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھیرایا ہے۔ اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے"۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکذبین کو بھی مکفرین میں شامل کیا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ جو شخص آپؑ کو قبول نہیں کرتا وہ بالفاظ دیگر آپ کو مفتری قرار دیکر آپؑ کو کافر سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ بھی آپؑ کی تکفیر کی وجہ سے خود کافر بنتا ہے۔ دوسری وجہ ایسے لوگوں کے کفر کی آپؑ نے یہ بیان فرمائی کہ:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسولؐ کی پیشگوئی موجود ہے"۔ "اب جو شخص خدا اور رسولؐ کے بیان کو نہیں مانتا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ردّ کرتا ہے۔ اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔ "مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے" (البدر جلد دوم ۲۳ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء)

ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے معجزات ونشانات دکھلائے۔ اس لئے خدا پر ایمان لانے کے ضمن میں آپ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اور چونکہ قرآن مجید سے آپ کی صداقت ثابت ہے۔ اس لئے آپ پر ایمان لانا قرآن کریم پر ایمان لانے میں ہی شامل ہے۔ اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بشارت دی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں مسیح موعود کا ماننا بھی داخل ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نشانات۔ قرآن مجید کے بیانات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صریح تکذیب کرتا۔ اور مسیح موعود پر جس پر یہ تینوں متفق ہیں ایمان نہیں لاتا۔ تو اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔

مکفرین کے فتاوئے کفر کو انکا ذاتی فعل قرار دینے والے۔

بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کہا کرتے ہیں۔ اگر مولویوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو کافر کہا تو یہ ان کا ذاتی فعل تھا۔ ہم تو آپ کو کافر نہیں کہتے۔ پس ہم پر یہ فتویٰ کیوں عائد کیا جاتا ہے۔ سید حبیب بھی لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب بقول خود مامور من اللہ تھے۔ اور نہ صرف دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بلکہ دنیا بھر کے انسانوں کے لئے خدا کا پیام لیکر آئے تھے۔ ان کے مقابلہ میں جو لوگ اُٹھے وہ کسی کے نمائندہ نہ تھے۔ انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر مرزا صاحب کو کافر کہا تو وہ ان کا ذاتی فعل تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہئے۔ کہ وہ ان کا اور ان کے عقیدتمندوں کا فعل تھا۔ لہٰذا ان کی وجہ سے تمام عالم اسلام کو کافر قرار دینا۔ کہاں کی دانشمندی تھی؟" (تحریک قادیان صلا ۱۸)

ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ لکھا وہ بھی درج ذیل کیا جاتا ہے، آپؑ فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا۔ اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور انہیں کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اب اس بات کا سہل علاج ہے۔ کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہیئے۔ کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کریں۔ کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذّب نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائینگے۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانٍ وھو مؤمن وما سرق سارق وھو مومن۔ یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلاویں میں قبول کرلونگا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کردیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں اُن کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جائے۔" (حقیقۃ الوحی صلا ۱۶۴ و ۱۶۵)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔ جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کہہ سکتا ہوں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۶۵)

پھر وفات سے چند دن قبل مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اسوقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (یعنی مکفرین کے ساتھ) جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ لکھیں کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں۔" (بدر ص۱۴ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام لوگوں کے سامنے جو مکفرین کے فتاویٰ کفر کو ان کا ذاتی فعل قرار دیتے ہیں۔ یہ طریق فیصلہ پیش کیا ہے۔ کہ اگر وہ نفاق سے ایسا نہیں کہتے تو ان دو سَو مولویوں کے متعلق جنہوں نے آپ کو کافر کہا۔ ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح کے ساتھ ایک لمبا اشتہار شائع کریں جس میں لکھیں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ اس کے بعد اگر ان میں نفاق کی کوئی رگ نہ پائی گئی تو انہیں مسلمان سمجھ لیا جائیگا۔ کیونکہ ایمان اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

یہ طریق فیصلہ نہایت معقول تھا۔ مگر افسوس کہ آجتک ان غیور لوگوں میں سے جو مکفرین کے فتاویٰ کفر کو ان کا ذاتی فعل قرار دیتے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نظر نہ آیا۔ جس نے دو سَو مولویوں کا نام لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ اور اس کے ایمان میں کوئی شبہ نہ پایا گیا ہو۔ سید حبیب اگر چاہیں تو اپنی ایمانی غیرت کا اس رنگ میں اظہار کر سکتے ہیں۔

توقف اور تاخیر بھی انکار میں داخل ہے

اس امر کا ذکر کر دینا بھی غالباً بے محل نہ ہوگا۔ کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اگرچہ صریح منکر نہیں ہوتے۔ مگر بیعت میں انہیں بعض وجوہ سے توقف ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام کے مثل کے مطابق ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نہ اِدھر کے ہیں نہ اُدھر کے۔ ایسے لوگوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منکرین میں شامل کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ مَیں نہ اِدھر کا اور نہ اُدھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذّب ہے۔ اور جو ہمارا مصدّق نہیں اور کہتا ہے۔ کہ مَیں ان کو اچھا جانتا ہوں۔ وہ بھی مخالف ہے۔"

(البدر نمبر ۱۴ جلد ۲۔ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔ "توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۷)

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کو کافر نہیں بنایا بلکہ لوگوں نے خود وجہ کفر پیدا کر لی

غرض دو ہی گروہ ہوتے ہیں۔ ایک مومن اور دوسرے کافر انبیاء علیہم السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ انہیں مومن کہا جاتا ہے۔ اور جو لوگ ان کے دعویٰ کا انکار کرتے ہیں خواہ وہ مکفر ہوں یا مکذب۔ متردد ہوں یا خاموش۔ انہیں منکر کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین میں سے بھی بعض تو اس لئے کافر ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر کہا بعض اس لئے کافر ہیں۔ کہ انہوں نے آپؑ کے دعویٰ کی تکذیب کر کے آپؑ کو مفتری یعنی بڑا کافر قرار دیا۔ اور اس طرح اپنے لئے آپ وجہ کفر پیدا کر لی۔ بعض اس لئے کافر ہیں۔ کہ انہوں نے خدا اور رسولؐ کی پیشگوئیوں کو جھٹلایا اور اس مامور کو ردّ کر دیا جس کے لئے بے شمار نشانات خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کیئے گئے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کے منکر ہیں کافر ہیں۔ بعض اس لئے کافر ہیں۔ کہ وہ مکفّرین کو جو بروئے حدیث کافر ہیں مومن سمجھتے اور کافر کو مومن کہہ کر کافر بنتے ہیں۔ اور جو لوگ لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء کے مصداق ہیں۔ درحقیقت وہ بھی اپنے آپ کو مکذّبین کی فہرست میں داخل کرتے ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی کو کافر نہیں بنایا۔ بلکہ لوگوں نے خود اپنے لئے وجہ کفر پیدا کر کے اپنے لئے یہ خطاب حاصل کر لیا۔

مسلمان اپنے مزعوم مسیح کے منکرین کو کیا کہیں گے؟

اگر کوئی شخص اس اظہار حق پر تلملاتا ہے۔ تو وہ جواب دے کہ:-

ا۔ اہل السنت والجماعت کا جو مزعومہ مہدی آنے والا ہے۔ جو شخص اسکا انکار کریگا۔ وہ کون ہوگا؟

ب۔ حضرت مسیح ناصری جب بقول شما آسمان سے اُتریں گے۔ تو ان کا منکر کافر و دجّال اور واجب القتل ہوگا یا نہیں؟

اگر مسلمانوں کے مسلّمات کی بنا پر مسیح موعودؑ کا منکر کافر ہوگا۔ تو بتلایا جائے۔ جب ہم ایک شخص کو علیٰ وجہ البصیرت مسیح موعودؑ تسلیم کرتے ہیں تو آپؑ کے منکر کو ہم مومن کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ میری اُمت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی اور سوائے ایک کے باقی سب جہنمی ہونگے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ تفترق اُمتی علیٰ ثلاث وسبعین ملّة کلھم فی النار الا ملّة واحدة۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹) ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا جہنم میں مومن جایا کرتے ہیں؟ اگر نہیں۔ بلکہ وہ کافروں کے لئے بنایا گیا ہے تو گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی احادیث میں مسلمانوں کے کفر کی خبر دے چکے ہیں۔ مولٰنا سید حبیب اگر اُمت مرحومہ کے لئے اسے "شدید صدمہ" قرار دیتے ہیں تو اس کا یہ علاج نہیں کہ وہ مسلمانوں کے کفر سے انکار کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک پیشگوئی کی تکذیب کریں۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ اس مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی قرار دیا۔ اور جس کی علامت یہ بتائی کہ ما انا علیہ و اصحابی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹) یعنی وہ جماعت اس طریق پر چلیگی جس پر مَیں اور میرے صحابہ چلے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ صحابہؓ کی مثیل کوئی جماعت اسوقت تک نہیں ہو سکتی جبتک کہ آخرین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بروز نازل ہو کر ان کی تربیت نہ کرے۔ وہ بروز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا کہ:۔ ؎

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا ٭ منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبےٰ باشد

پس آج جماعت احمدیہ ہی ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر کامل حضرت مسیح موعودؑ کے فیوض سے متمتع ہو کر اسی رنگ میں کام کر رہی ہے جس رنگ میں صحابہؓ نے اشاعت اسلام کیلئے کام کیا۔ اسلئے آج تمام فرقہائے اسلامی کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہونا مسلمانوں کے مفاد اور ترقی کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص اس راہ کو اختیار نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو بھی حاصل نہیں کر سکتا ٭

فتویٰ تکفیر میں تضاد کا اعتراض

سید حبیب نے مسئلہ تکفیر پر بحث کرتے ہوئے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ حضرت "مرزا صاحب کے فتویٰ تکفیر میں تضاد ہے"۔ چنانچہ ایک طرف تو حضرت مرزا صاحب اپنے منکروں کو کافر کہتے ہیں مگر دوسری طرف یہ لکھتے ہیں کہ

"اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جسقدر مُلہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا"۔ (حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ ایڈیشن اول)

اسی طرح "توضیح مرام" میں فرماتے ہیں کہ محدّث

"انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اسپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے"۔ (صفحہ ۱۸)

سید حبیب لکھتے ہیں "میرے احمدی بھائی اگر اس تفریق کی توضیح فرما سکیں تو باعث ممنونیت ہوگا"۔ (صفحہ ۱۸۲)

پہلا جواب اس کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ تریاق القلوب اور توضیح مرام کی عبارت میں صاحب شریعت اور احکام جدیدہ لانے والے انبیاء ملہمین اور محدثین کے انکار کا حکم بیان کیا گیا، اس قسم کے غیر تشریعی نبی کے انکار کا حکم بیان نہیں کیا گیا۔ جس قسم کے نبی ہونیکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے دعویٰ کیا ہے۔ پس ان عبارات میں بیان کردہ حکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شرعی نبی ہونے کا دعویٰ تھا اور نہ محض مُلہم اور محدّث ہونے کا۔ بلکہ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت اور متابعت کے طفیل غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور اس قسم کے مدعی نبوت کے منکر کے متعلق ان عبارات میں کوئی فتویٰ نہیں دیا گیا کہ اسے کسی اور فتویٰ کے مخالف کہا جا سکے۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے فتویٰ کے خلاف اپنے منکرین کو کافر کہا۔ تو بھی اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حالات میں بکثرت ایسے نظائر موجود ہیں کہ وحی الٰہی سے مطلع ہونے پر انہوں نے اپنے پہلے فتویٰ کو بدل دیا۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶) یعنی وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ میں حضرت یونسؑ سے بڑھ کر ہوں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ مگر دوسرے موقع پر آپ نے ہی فرمایا۔ انا سیّد ولد اٰدم ولا فخر (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲) یعنی میں سب بنی آدم کا سردار ہوں۔ اسی طرح فرمایا۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حییّن لما وسعھما الا اتباعی (تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ والیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۴) یعنی اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بجز میری اتباع کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں ۱۶ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر بعد ازاں وحیٔ الٰہی نازل ہونے پر بیت اللہ کی طرف منہ کیا۔ اسی طرح شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ مگر بعد میں اجازت دیدی۔ اگر ان متناقض احکام کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیا اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

دراصل نبی اللہ تعالےٰ کی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ پس جب تک واضح الفاظ میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نہ ملے۔ وہ عام لوگوں کے عقیدہ کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے حیات مسیحؑ کے قائل تھے۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بتا دیا۔ کہ مسیح ناصری وفات پا چکے ہیں۔ تو آپؑ نے اس کے خلاف کہا۔ اسی طرح ایک وقت آپؑ نے سمجھا کہ صاحب شریعت اور احکام جدیدہ لانے والے انبیاءؑ کے منکر ہی کافر کہلاتے ہیں۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بتا دیا۔ کہ ہر نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ آپؑ خود فرماتے ہیں:۔

"میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں۔ مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

تیسرا جواب

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ یہی سوال جو سید حبیب نے کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپؑ کے سامنے پیش ہوا۔ اور سائل نے کہا۔ کہ مکفرین کو مستثنیٰ کر کے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ "میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) اس کی کیا وجہ ہے۔

اس کا جواب آپؑ نے یہ دیا۔ کہ:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

اسی طرح فرمایا:۔

"مَیں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۶۵)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی شخص کو کافر نہیں بنایا۔ بلکہ جن لوگوں نے (۱) آپؑ کو کافر کہکر۔ یا (۲) آپؑ کو کاذب اور مفتری یعنی بڑا کافر قرار دیکر۔ یا (۳) خدا اور رسول ؐ کی پیشگوئیوں کو جھٹلا کر یا (۴) مکفرین کو مومن سمجھ کر۔ اپنے اندر خود وجہ کفر پیدا کرلی۔ ان کے کفر کا آپؑ نے اظہار کیا۔ پس بذاتِ خود اہلِ قبلہ کو کافر آپؑ نے کبھی نہیں کہا۔ بلکہ جن لوگوں نے وجہ کفر پیدا کرلی۔ ان کے کفر کا آپؑ نے اظہار کیا ہے۔ تاکہ دنیا ان کی سیاہ دلی سے آگاہ ہو جائے۔ اس لحاظ سے تریاق القلوب کے یہ الفاظ کہ "مَیں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔" (ص۱۳۰) اور حقیقۃ الوحی کے الفاظ کہ "مَیں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔" (حاشیہ ص۱۶۵) آپس میں متضاد نہیں بلکہ موخر الذکر الفاظ پہلے الفاظ کی تفسیر ہیں۔

ہر نبی کی بعثت پر قوموں میں تفرقہ ہوا

سیّد صاحب کو شکایت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلانِ تکفیر سے مسلمانوں کو "شدید صدمہ" پہنچا اور ان میں "بے حد اختلاف و انتشار" پیدا ہوا۔ اس کا جواب اگرچہ مَیں دے چکا ہوں۔ لیکن یہ کہدینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی نیا اعتراض نہیں۔ ہر نبی اور ہر رسول پر یہ اعتراض ہوا کہ اُس نے اپنے دعوٰی کے ساتھ قوموں میں تفرقہ برپا کر دیا۔ باپ کو بیٹے سے۔ لڑکی کو ماں سے۔ بیوی کو خاوند سے۔ اور بھائی کو بھائی سے جُدا کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کفار مکّہ نے یہ الزام رکھا کہ اس کے پاس ایسا جادو ہے جس کے ذریعہ یہ باپ بیٹے اور بھائی۔ بلکہ میاں بیوی تک میں تفرقہ اندازی کر رہا ہے۔ (النبراس حاشیہ ص۴۳۷) اہلِ انطاکیہ نے بھی مرسلین کو کہا اِنا تطیرنا بکم۔ ہم تمہارے وجود کو نہایت ہی منحوس خیال کرتے ہیں۔ پس ہر نبی کو اُس کی قوم نے بُرا بھلا کہا۔ اسے دین بگاڑنے والا۔ اور لایعنی عقائد کا پھیلانے والا قرار دیا۔ مگر صداقت آخر واضح ہو کر رہی اور دنیا کو معلوم ہو گیا کہ وہی جسے کاذب قرار دیا گیا۔ راستبازوں کا سردار نکلا۔ اور جسے جھوٹا سمجھا گیا۔ سچائیوں کی کان نکلا۔ اسی طرح بیشک آج کہہ لو۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اُمّتِ محمدیہ میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ لیکن آخر تمہیں اقرار کرنا پڑیگا کہ اسی تفرقہ نے اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کی۔ اور اسی انتشار نے اسکی پراگندہ قوتوں کی بحالی کی۔ کیونکہ یہ تفرقہ مصلحین کی ایک ایسی زبردست جماعت قائم کر رہا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں مٹھی بھر نہ ہونے کے باوجود دشمنانِ اسلام پر چھا رہی اور اس سے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرا رہی ہے۔ خود مسلمان اسے محسوس کرتے اور آئے دن اس کا اعتراف کرتے رہتے ہیں مگر تعصب چونکہ انسان کی بصیرت کی آنکھ بالکل بند کر دیتا ہے۔ اس لئے معترضین ان علمی اور روحانی فوائد پر تو نظر نہیں دوڑاتے۔ جو مسلمانوں کو جماعت احمدیہ سے پہنچے۔ ہاں احسان فراموشوں کی طرح ایک آدھ قابلِ اعتراض بات نظر آئے تو اسے لے بھاگتے ہیں۔

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)